پاکی کے مسائل

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحریک

مولانا مفتی جمال الدین شہیدؒ

تالیف

مفتی فیض الوحید

ناشر

ادارہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں

انتساب

اپنے جملہ معزز ومحترم اساتذۂ کرام کے نام خصوصاً کاشف العلوم تھنہ منڈی کے زمانۂ طالب علمی کی ان دو مشفق،مربی ومحسن شخصیات کے نام جن کی نیک دعائیں زندگی کے نشیب وفراز،زیروبم اور پیچ وخم کے ہرموڑ پرشاملِ حال پاتا ہوں۔

فبارک اللہ لھما فی العمر والحسنات.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

پاکی ،صفائی ،ستھرائی اورطہارت کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے یہ اس سے ظاہر ہے کہ پاکی کو جزوِایمان بلکہ آدھاایمان فرمادیا گیا (الحدیث)اور ہوبھی کیوں نہ جبکہ نماز جیسی اہم عبادت جوایمان قبول کرنے کے بعد پہلافریضہ اورایمان وکفر میں حد فاصل ہے ،جوتقرب الی اللہ ،تعلق مع اللہ اور دنیاوی واخروی کامرانیوں کاذریعہ ہے،اس کا حصول پاکی وطہارت ہی پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں جتنا پاکی کے موضوع پرلکھا گیا یا لکھا جارہاہے اتنا شاید ہی کسی دوسرے موضوع پرلکھا گیا ہو،اردو ہی کو لیجئے ! چھوٹے بڑے کتنے ہی کتابچے آج بھی طہارت کے عنوان ہرجگہ دستیاب ہیں۔

آپ کے ہاتھوں کا یہ رسالہ بھی اسی سلسلۃ الذہب میں شمولیت اورحصول سعادت کی ایک کوشش ہے ،جس میں تقریبا تمام اہم مسائل پر براہ راست قرآن وحدیث کے ارشادات کوآسان سہل اورسلیس زبان میں ترجمہ ومختصرتشریح کےساتھ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے،کہ شاید اللہ کے پیارے حبیب (فداہ ابی وامی)ﷺ کے پاکیزہ ونورانی ارشادات پڑھ کرکسی دل میں سنت پرعمل کا جزبہ موجزن ہوجائے تو راقم آثم اوراس کام میں تعاون کرنے والےبھی الدال علی الخیر کفاعلہ ’’نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے اس کےکرنے والے کی طرح ہیں (الحدیث) کی بناء پر گناہوں کی معافی اوراللہ تعالیٰ کے یہاں بخشش کی امید کرسکیں۔

یہ رسالہ دراصل حضرت مولانا مفتی جمال الدین القاسمی شہیدؒ بانی جامعہ تعلیم القرآن مقام شاہ ولی (درگمولہ) کپواڑہ کے شروع فرمودہ فقہی موضوعات کی ترتیب پر

احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو میں ترجمہ و مختصر تشریح کے ساتھ جمع کرنے کی کاوشوں کا ایک حصہ ہے، جس کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مختصر سے خاکہ کی شکل میں تشنۂ تکمیل چھوڑ کر جان جانِ آفریں کے حوالہ فرما گئے تھے پھر پروردگار نے اپنے خاص کرم سے اس بندہ عاجز کو اس کی تکمیل کی پس دیوار زنداں توفیق عطا فرمادی تھی۔

احباب کے مشورہ سے اس کو چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا، اس سے پہلے ایک رسالہ ''مریض میت اور وراثت کے احکام'' کے دو ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں، اب یہ دوسرا حصہ ''پاکی کے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں'' آپ کے ہاتھوں میں ہے اللہ پاک اس کو نافع عام بنا کر حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے صدقۂ جاریہ اور راقم آثم نیز اس کام میں تعاون کرنے والوں کے لئے مغفرت کا سامان وذخیرۂ آخرت بنادے! امین یارب العالمین

والسلام

فیض الوحید غفرلہ

یکے از خادمان مدرسہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں

فہرستِ مضامین

مقام

ُہ عَنۡھا — حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے
ِہٖ ﷺ — وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
ً ا فَاِنَّہٗ — فرمایا:-اسلام پاک ہے۔لہٰذا پاک و
ـنَّۃَ اِلَّا — صاف رہو اس لئے کہ جنت میں وہی
ی) — داخل ہوگا جو پاک ہو۔ (طبرانی)

ں روایات صحیحہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔جس سے سے مراد بس وہی طہارت نہیں جو ادائے نماز مسِ اورطوافِ کعبہ کے لئے ضروری ہے بلکہ طہارت و پاکی شعبہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ابِیۡنَ وَ — بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو
پسند کرتا ہے۔ اور پاکی اختیار کرنے
(— والوں کو پسند کرتا ہے۔ (القرآن)

ں مسجد-مسجدِ قبا کے نمازیوں کی قرآن کریم میں اس لئے و پسند کرتے ہیں ارشاد ہے۔

ۡوۡنَ اَنۡ — اس (مسجد) میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو پسند
یُحِبُّ — کرتے ہیں کہ پاک رہیں۔اوراللہ تعالیٰ پاک
الکریم) — رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (القران)

ہے

رِیِّ قَالَ — حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت
ﷺ وَسَلَّمَ — ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-
ـمَـان . — طہارت وپاکی ایمان کا جُز ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ	اور کلمہ الحمد للہ اعمال کے میزان کو بھر دیتا ہے
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ	اور سبحان اللہ اور الحمد و للہ زمین اور آسمان کو
تَمْلَآٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ	بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ	اور برھان ہے صبر اُجالا ہے اور قرآن کریم یا
الصَّلٰوةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ	تو تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے
بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ	خلاف دلیل ہوگا اور ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر
وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ	وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے پھر یا تو (خدا
عَلَيْكَ وَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ	چاہی زندگی گذار کر) اس سے نجات پاتا ہے
فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ	یا (من چاہی زندگی گذار کر) اپنی جان کو
مُوْبِقُهَا. (رواه مسلم)	ہلاک کر ڈالتا ہے۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث! رسول اللہ ﷺ کی ایک تقریر ہے۔ جسمیں آپ ﷺ نے اسلام کے اہم حقائق بیان فرمائے ہیں۔ مگر یہاں اس حدیث کے صرف پہلے فقرہ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ (ترجمہ) طہارت ایمان کا جز ہے سے استدلال مقصود ہے۔ اور اسی جملہ کی وجہ سے اس حدیث کو حدیث کی کتابوں میں پاکی کے بیان میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ''شَطْرٌ'' کہتے ہیں نصف کو، آدھے کو جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ پاکی آدھا ایمان ہے۔ ذیل میں ہم ایک دوسری حدیث شریف دے رہے ہیں جسمیں نصف ہی کے الفاظ آئے ہیں مگر محدثین کرام کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس سے مراد نصف بتانا نہیں! بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ طہارت و پاکی ایمان کا اہم تریں جز ہے۔ مگر نصف ماننے کی صورت میں بھی ''کہ پاکی آدھا ایمان ہے'' کوئی بعد نہیں، اس لئے کہ اکثر عبادات کا تعلق پاکی سے ہے اگر پاکی نہ ہو تو وہ عبادات حاصل ہی نہ ہوں گی اس طرح آدھی عبادتیں مقبول نہیں ہوں گی حالانکہ یہی چیزیں ایمان کی تکمیل کرتی ہیں گویا کہ اس نے ایمان کے آدھے ارکان پر عمل نہیں کیا۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْم قَالَ عَدَّ هُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ یَدِیْ اَوْ فِیْ یَدِہٖ قَالَ التَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَاهُ وَالتَّکْبِیْرُ یَمْلَاُمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَلْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ. (رواہ الترمذی)

بنی سُلیم کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل باتوں کو میرے ہاتھ پر یا اپنے دستِ مبارک پر گنا اور فرمایا:- سبحان اللہ کہنا آدھے میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے الحمداللہ اور اللہ اکبر کہنا زمین وآسمان کے درمیان کو (مکمل) بھر دیتا ہے اور روزہ آدھا صبر ہے اور طہارت آدھا ایمان ہے۔ (ترمذی)

یہی روایت ہے جسمیں طہارت کو آدھا ایمان فرمایا گیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں پاکی وطہارت کی اہمیت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کے حکم کے ساتھ ہی اپنے کپڑے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قران کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ. (اور اپنے رب کی کبریائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے پاک رکھئے) (سورہ مدثر)

قضاء حاجت اور استنجا کے متعلق ہدایات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُکُمْ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْ بِرُوْهَا وَ اَمَرَ بِثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ وَ نَهٰی عَنِ الرَّوْثِ وَ الرِّمَّةِ وَ نَهٰی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- میں تمہارے لئے ایک والد کے مثل ہوں اپنی اولاد کے (یعنی جسطرح ایک والد کے ذمہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو زندگی کے آداب واصول سکھائے اسی طرح تمہاری تعلیم وتربیت میرا کام ہے) میں تمہیں بتاتا ہوں جب تم قضاء حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھو اور نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو بلکہ اسطرح بیٹھو کہ قبلہ کی طرف تمہارا نہ منہ ہو نہ پیٹھ! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء

اَنْ یَّسْتَطِیْبَ الرَّجُلُ بِیَمِیْنِہٖ (رواہ ابن ماجہ، والترمذی وابوداود والدارمی)

میں تین پتھر استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ اور لید، ہڈی کو استنجا میں استعمال کرنے سے منع فرمایا، اور منع فرمایا کہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

(ترمذی، ابن ماجہ وابوداود، دارمی)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَی الْخَلَاءَ اَتَیْتُہٗ بِمَاءٍ فِیْ تَوْرٍ اَوْ رَکْوَۃٍ فَاسْتَنْجٰی ثُمَّ مَسَحَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بِاِنَاءٍ اٰخَرَ فَتَوَضَّأَ. (رواہ ابوداود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں استنجے کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی کے برتن ''تور ۱'' یا ''رکوہ ۲'' میں پانی لا کر دیتا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طہارت فرماتے تھے پھر اپنا دست مبارک زمین پر ملتے پھر میں پانی کا دوسرا برتن لاتا تھا تو اُس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تھے۔ (ابوداود)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِتَّقُوا الَّلَاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَاالَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّھِمْ.

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کا باعث بننے والی دو باتوں سے بچو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لعنت کا باعث بننے والی دو باتیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک یہ کہ آدمی لوگوں کے راستہ میں قضاء حاجت کرے دوسری یہ کہ سایہ کی جگہ قضاء حاجت کرے۔

(مسلم شریف)

---

۱ کانسی یا پتھر سے بنا ہوا برتن ۲ چمڑے کا چھوٹا مشکیزہ۔

ان احادیث بالا سے استنجا کے متعلق یہ ہدا تیں ملتیں ہیں۔

۱:۔قضاء حاجت یا استنجا کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ ہو۔(بیت الخلاء بھی اسی اعتبار سے بنوانے چاہیئں علماء نے استنجا یا قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

۲:۔کسی گندی چیز۔لید، گوبر وغیرہ سے استنجا نہ کیا جائے۔

۳:۔کسی محترم چیز مثلاً کاغذ وغیرہ یا نقصان دہ چیز ہڈی وغیرہ سے استنجا نہ کیا جائے۔

۴:۔داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کیا جائے، بلکہ ایک راوایت میں تو داہنے ہاتھ سے چھونے کو بھی منع فرمایا گیا ہے فلایاخذ ذکرہ بیمینہ (رواہ مسلم والنسائی)

۵:۔پانی کے علاوہ جب ڈھیلے سے استنجا کیا جائے تو کم از کم تین ڈھیلے استعمال کئے جائیں اور اگر ضرورت ہوتو زیادہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ موجودہ دور میں قضاء حاجت کیلئے جو فلش کا انتظام ہے اس میں ڈھیلے استعمال کرنے سے فلش بند ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے فلش میں صرف پانی سے ہی اچھی طرح استنجا کرلیا جائے۔

۶:۔ڈھیلے کے علاوہ پانی سے بھی استنجا کیا جاوے جیسا کہ سیدنا حضرت ابوہریرہؓ نے حضور ﷺ کا اپنا عمل بیان کیا ہے۔ نیز روایت میں ہے جب مسجد قبا کے نمازیوں کی طہارت کیوجہ سے قرآن کریم نے تعریف کی تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ کونسی پاکی ہے جسکی بنیاد پر تمہاری تعریف کی گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اور تو کچھ نہیں البتہ ہم ڈھیلے سے صفائی حاصل کرنے کے بعد پانی سے بھی خوب صفائی حاصل کر لیتے ہیں یہ پیچھے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے نیز ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ مَقْعَدَهُ ثَلَاثًا قَالَ ابْنُ عُمَرَ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ طَهُوْرًا (ابن ماجه)	رسول اللہ ﷺ اپنے استنجاء کی جگہ کو تین بار دھوتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو بہت پاک و صاف کرنے والا پایا۔ (ابن ماجہ)

۷:-استنجا کے بعد ہاتھ اچھی طرح مٹی یا صابن سے صاف کر لئے جائیں تا کہ بدبو دور ہو جائے
۸:-اگر گھر سے کبھی باہر جنگل وغیرہ میں استنجا کرنے کا اتفاق ہو تو راستہ میں اور سایہ دار یا پھل دار درخت کے نیچے قضاء حاجت نہ کی جائے۔تا کہ کسی کی تکلیف وایذا کا باعث نہ بنے۔ غرض یہ کہ ایسی جگہ تلاش کرنی چاہئے جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو اور لوگوں کے لئے کسی طرح بھی باعث تکلیف نہ ہو۔ابوداود شریف کی ایک حدیث میں ایک اور جگہ موارد ''یعنی جہاں لوگ پانی کی غرض سے آتے ہوں'' میں بھی قضاء حاجت سے منع فرمایا گیا ہے۔
۹-ابوداود شریف کی ایک روایت میں سوراخ میں پیشاب کرنے سے بھی سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اس لئے کہ سوراخ میں پیشاب کسی کیڑے مکوڑے کے لئے تکلیف دہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی موذی جانور اچانک نکل کر کاٹ کھائے۔(۱۰) ایک روایت میں ٹھہرے ہوئے پانی یعنی تالاب وغیرہ میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔(نسائی)
(۱۱) حضرت عبداللہ ابن مغفلؓ کی ایک روایت میں غسل خانہ و باتھروم میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔اور وجہ یہ ارشاد فرمائی ہے کہ اس سے شکوک وشبہات کی بیماری لگ جائے گی انسان کو یہ شبہ رہیگا کہ غسل کے پانی کے ساتھ پیشاب کی چھینٹیں ملکر کہیں جسم ناپاک تو نہیں ہوگیا (نسائی)۔غور کیجئے! کس قدر رسول اللہ ﷺ کو امت کی تکلیف کی فکر ہے کچھ اور آداب ہیں جنکو ان کی اہمیت اور امت کی ان سے غفلت کی وجہ سے الگ بیان کیا جاتا ہے۔

قضاء حاجت واستنجاء کے لئے پردہ کی جگہ کا تلاش کرنا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَرَادَالْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰی لَا یَرَاہُ اَحَدٌ

(رواہ ابوداؤد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ چلتے رہتے یہاں تک کہ اتنی دور ایسی جگہ پہنچ کر قضاء حاجت فرماتے کہ آپ ﷺ کو بالکل کوئی دیکھ نہ سکتا۔ (سنن ابوداؤد)

شرم وحیاء ایک ایسا مادہ پروردگار نے انسان میں ودیعت فرمایا ہے جسکا تقاضاء ہے کہ انسان کسی کے سامنے کبھی بے پردہ نہ ہو اور کوئی شریف النفس انسان کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے ننگا ہو کر قضاء حاجت و استنجا کے لئے بیٹھ جائے۔ ابوداؤد شریف میں ہی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ کو پیشاب کی ضرورت پیش آئی اور آپ ﷺ ایک دیوار کے نیچے نرم اور نشیبی زمین کی طرف تشریف لائے اور وہاں پردہ کی جگہ پیشاب سے فارغ ہوکر فرمایا:- جب تم میں سے کسی کو پیشاب کرنا ہو تو اس کو پہلے اس کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنی چاہئے یعنی ایسی جگہ جہاں پردہ کا بھی انتظام ہو اور ایسی نرم جگہ ہو کہ چھینٹیں بھی اُڑ کر جسم پر نہ پڑیں۔ یہی آپ ﷺ کی زندگی کا طرز عمل ہے اور اسی کی اُمت کو بھی تعلیم دیتے رہے۔ (فِداہ ابی وامی)

تنبیہ:- ہمارے یہاں بعض مقامات پر بے پردہ قضاء حاجت یا استنجا کرنے کا رواج ہے۔ اور لوگ اس کو بالکل معمولی سمجھتے ہیں یہ بہت بھاری بلکہ سنگین غلطی ہے اللہ پاک ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آپ ﷺ کا یہ مشہور ارشادِ گرامی کتاب الایمان میں گزر چکا ہے۔ اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ یعنی حیاء ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے ،، غور کیجئے! جہاں بے پردگی کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے قضاء حاجت یا استنجا کا رواج ہو جائے تو وہاں پر حیاء کہاں باقی رہے گی ابوداؤد شریف کی ایک تفصیلی روایت میں جو کہ سیدّنا حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے یہ ارشاد بھی ہے۔

وَمَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اِلَّا اَنْ یَّجْمَعَ کَثِیْبًا مِّنْ رَمَلٍ فَلْیَسْتَدْبِرْهُ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِیْ اٰدَمَ	جو شخص قضاء حاجت کے لئے جائے تو اُسے چاہیئے کہ پردہ میں بیٹھے، پس اگر کوئی چیز بھی پردہ کے لئے نہ پائے تو ریت کا ایک ڈھیر ہی جمع کر کے اس کی آڑ میں بیٹھ جائے اسلئے کہ شیطان بنی آدم کی شرم گاہ سے کھیلتا ہے۔
(ابوداؤد)	(ابوداؤد)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ یَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ،

(الترمذی،ابن ماجہ)

امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھکر فرمایا کھڑے ہوکر پیشاب مت کرو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔

(ترمذی،ابن ماجہ)

جی! یہ تھے سیّدنا حضرت عمرؓ جنہوں نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو کس قدر مضبوطی سے پکڑا۔ اللہ اکبر خدا کرے قیامت تک جو بھی امتی اس ارشاد گرامی کو سنے پھر کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہ کرے اور یہی اس کا حق ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا معذور ہو اس کی ٹانگ میں درد ہو یا اور کوئی تکلیف ہو جسکی وجہ سے پیشاب کیلئے بیٹھنا مشکل ہو جائے تو اس کو کھڑے ہوکر بھی پیشاب کرنا جائز ہے لیکن بچنا ضروری ہے۔ اگر اس طرح پیشاب کرتے ہوئے کپڑے ناپاک ہو گئے تو ان میں نماز نہ ہو گی۔ آجکل جو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے فلیش بنے ہوئے ہیں ان میں بھی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے بچنا چاہیے! ہاں عذر ہو تو دوسری بات ہے عذر کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مبارک زندگی میں ایک مرتبہ کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا ہے۔ وہ حدیث شریف بھی دیکھ لیجئے!۔

عَنْ اَبِیْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

(البخاری و مسلم)

حضرت ابو حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قوم کے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ تشریف لے گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا۔

(بخاری ومسلم)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ کے گھٹنا مبارک میں اس وقت تکلیف تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ بلکہ ایک روایت میں اسکی صراحت کی گئی ہے۔(لوجع کان فی مأبضہ)یعنی ایسا اس لئے فرمایا کیوں کہ آپؐ کے گھٹنے مبارک میں درد تھا۔اور بعض حضرات نے تو بہت عجیب بات فرمائی کہ آپؐ کے گھٹنے میں تکلیف تھی تاہم پھر بھی آپؐ بیٹھنے کو ہی ترجیح دیتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں کھڑے ہوکر پیشاب کیا تا کہ اگر اُمت میں کسی کو کبھی ایسا عذر لاحق ہو تو اس کے لئے اس عمل کیوجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہو جائے۔

قضاء حاجت کی جگہ جانے کی دُعا

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُ كُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ، (ابوداؤد ،ابن ماجه)

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قضاء حاجت کی جگہوں میں خبیث مخلوق شیاطین رہتے ہیں لہذا تم میں سے کوئی جب بیت الخلا جائے تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئیے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں خبیثوں سے اور خبیثنیوں سے (ابن ماجہ وابوداؤد)

قضاء حاجت سے فارغ ہوتو یہ دعا پڑھے

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ. (الترمذی،ابن ماجه)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طالبگار رہوں) (ترمذی،ابن ماجہ)

ایک دوسری روایت میں یہ دُعا منقول ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ

(النسائی)

حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِی تمام تعریف اس پروردگار کے لئے جس نے مجھ سے گندگی دور فرمائی اور مجھے عافیت نصیب فرمائی۔

(نسائی)

معلوم ہوا کبھی آپ ﷺ وہ دُعا غُفْرَ نَکَ پڑھتے تھے اور کبھی یہ دُعا پڑھا کرتے تھے اور دونوں موقعہ محل کے مناسب ہیں۔ اُمت جسکو چاہے اختیار کرے یا دونوں ہی کرے جیسا کہ بعض کُتبِ دُعا میں آیا ہے۔ غُفْرَانَکَ الحمدللہ الخ. حدیث کی کتابوں میں استنجا کے بیان میں ایک ادب یہ بھی بیان ہوا ہے کہ پیشاب کرنے والوں کو سلام نہ کیا جائے۔حضرت ابنِ عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رحمتِ عالم ﷺ کو سلام کیا جب کہ آپ ﷺ پیشاب فرما رہے تھے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا (نسائی شریف وغیرہ) ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمانے کہ بعد ان صاحب کے سلام کا جواب فرمایا تھا (نسائی شریف)

پروردگار کی کروڑوں رحمتیں ہوں اس شفیق و مربی و معلم آقا پر جس نے امت کو قضاء حاجت و استنجا تک کے آداب بتا دیئے (فِداہُ اَبِی و اُمِّیْ)

وضو

وضواوراس کی برکتیں:-

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ (البخاری، مسلم)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-جس نے وضو کیا اور سنت طریقہ کے مطابق بہت اچھی طرح وضو کیا تو اس کے سارے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جوشخص ظاہری پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اچھی طرح وضو کرتا ہے تو اس وضو سے صرف اس کے ظاہری اعضا ہی پاک و صاف نہیں ہوتے اور بدن کی میل کچیل ہی دور نہیں ہوتی بلکہ اس وضو کی برکت سے اُس کے جسم سے تمام گناہوں کی گندگی بھی دور ہو جائیگی اور یہ شخص حدث سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی پاک ہو جائے گا۔

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَسْبَغُ عَبْدٌ الْوُضُوْءَ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ (النسائی)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں مکمل کرتا ہے کوئی بندہ وضو کو مگر اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (نسائی)

انتباہ:-ایسے تمام مقامات پر گناہوں کی معافی سے مراد علماء کرام نے صغیرہ گناہ لیئے ہیں رہے کبیرہ تو وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

قیامت میں اعضاء وضو کا روشن ہونا:-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُـــــوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمَّتِـــیْ یُـــدْ عَــوْنَ یَــوْمَ الْقِیَامَۃِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَــــارِ الْـــوُضُـــوْءِ فَــمَــنِ اسْتَـطَـا عَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّ تَہٗ فَلْیَفْعَلْ (البخاری ومسلم)	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- میرے امتی قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائیں گے کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ پس جو شخص تم میں سے اپنی روشنی اور نورانیت بڑھا سکے، مکمل کر سکے، اس کو ضرور ایسا کرنا چاہیئے۔ (بخاری ومسلم)

یہ حدیث اور اس طرح کی متعدد احادیث کا علماء کرام یہ مطلب بتاتے ہیں کہ وضو کا ایک ظاہری اثر ہے کہ اس سے اعضاء وضو دُنیا میں پاک وصاف رہتے ہیں لیکن ایک باطنی اثر ہے جو قیامت کو ظاہر ہوگا اور وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے چہرے، ہاتھ اور پاؤں تمام اعضاء وضو اسطرح روشن اور چمکدار ہو جائیں گے کہ وہ اس امت کا نشانِ امتیازی بن جائے گا پھر جسکا وضو جتنا سنت کے مطابق کامل و مکمل ہوگا اس کی روشنی وتابانی بھی اتنی زیادہ ہوگی۔

لہذا جو شخص قیامت کے دن اپنی نورانیت مکمل دیکھنا چاہتا ہے وہ دُنیا میں وضو کو کامل کرنے کی فکر کرے، اس کے آداب وسنن کی رعایت کرے۔

وضو کا اہتمام ایمان کی نشانی ہے

عَـنْ ثَوْ بَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُـــــوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ٹھیک ٹھیک چلو۔ صراط مستقیم پر قائم رہو لیکن یہ استقامت بہت مشکل ہے تم اس پر پورا پورا

تَحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ. (الامام مالك و ابن ماجه)

قابو نہیں پاسکو گے۔ لہذا اپنے آپ کو ہمیشہ قصوروار سمجھتے رہو۔ اور خوب جان لو کہ تمہارے سارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے۔ اس لئے اس کا سب سے زیادہ اہتمام کرو۔ اور وضو کی پوری پوری محافظت تو بس بندۂ مؤمن ہی کرتا ہے۔ (موطا امام ملک و ابن ماجہ)

وضو کی نگہداشت کی تشریح میں علماء کرام نے دو چیزیں بیان کی ہیں۔(۱) وضو جب بھی کیا جائے آداب وسنت کی رعایت کرکے کامل ومکمل کیا جائے۔(۲) ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کی جائے۔

نماز کیلئے وضو کا حکم:۔

نماز پروردگار سے مناجات ومخاطبت کا ایک خاص الخاص طریقہ ہے اُس کیلئے جگہ کی طہارت اور کپڑوں کی پاکیزگی کے ساتھ بدن کا بھی طاہر ہونا ایک لازمی شرط ہے دربار الٰہی کی اس خاص حاضری کے موقع پر وضو فرض ہے بغیر وضو ہرگز ہرگز نماز قبول نہیں ہوگی۔ بلکہ عملاً ایسی بے ادبی کرنے والے کا ایمان خطرہ میں پڑ جائیگا اس سلسلہ کے رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات پڑھیئے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ (البخارى و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ جس شخص کا وضو نہیں ہے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ وضو نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوسکتی اور

صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَلَا صَدَ قَۃٌ مِنْ غُلُوْل. (مسلم) — کوئی ایسا صدقہ قبول نہیں ہوسکتا جو ناجائز طریقہ سے حاصل کردہ مال سے کیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ (مسنداحمد) — حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہور (وضو) ہے (مسنداحمد)

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ جنت کا دروازہ بند ہے۔ جو بغیر نماز کے نہیں کھلتا اسی طرح نماز کا بھی بغیر وضو افتتاح ہی نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ بغیر وضو جائز ہو۔

وضو کے فرائض:-

وضو کے فرضوں سے مراد ان اعضاء کا دھونا ہے جن میں سے اگر ایک عضو بلکہ کسی عضو کا ایک بال برابر حصہ بھی دھونے سے رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں جنکا ذکر خود قرآنِ کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْ بِرُءُ وْ سِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (القرآن) — اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے کھڑے ہوں (یعنی ارادہ کرو) تو تم دھولو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کا مسح کر لو۔ اور اپنے پاؤں کو دھولو ٹخنوں تک۔ (القران)

یہ چار چیزیں (یعنی (۱) چہرہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا) یہ تو سب کے نزدیک فرض ہیں بعض ائمہ کرام کے نزدیک اس کے علاوہ نیت کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، ترتیب سے وضو کرنا، اعضاء وضو کو مل کر دھونا اور پے در پے وضو کرنا بھی فرض ہے۔

احناف کے نزدیک یہ تمام چیزیں سنت ہیں جن کے بغیر وضو ہوتو جائے گا لیکن سنت کے خلاف ہوگا اور احتیاط اسی میں ہے کہ ان سب کی رعایت کی جائے۔

چوتھائی سر کا مسح :-

البتہ حنفیہ کے نزدیک مسح میں صرف چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک صرف اتنا حصہ جس پر چار انگلیاں آجائیں اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے سب حضرات نے قرآن وحدیث سے ہی استدلال کیا ہے حنفیہ کی دلیل ذیل کی احادیث ہیں۔لیکن تمام سر کے مسح کے اعلیٰ وافضل اور سنت ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قُطْرِيَّةٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

(رواہ ابن ماجہ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر ایک قطری عمامہ تھا دیکھا تو آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک عمامہ کے نیچے ڈال کر کے اگلے حصّہ کا مسح فرمایا۔مگر عمامہ شریف نہیں کھولا۔

(ابن ماجہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سر کے اگلے حصّہ کا مسح کیا ذیل کی حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کی روایت سے اس اگلے حصہ کی مقدار معلوم ہوتی ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ نے آپ ؐ کا وضو بیان کیا اور جب سر کے مسح کا ذکر آیا تو یہ فرمایا:- **وَ مَسَحَ بِنَا صِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ** (**رواہ مسلم**) ترجمہ:- اور آپ ﷺ نے مسح فرمایا پیشانی پر اور عمامہ پر۔

یہاں آپ ﷺ کا یہ عمل منقول ہے کہ آپ ﷺ نے پیشانی پر مسح فرمایا۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ پیشانی تو وضو میں دھونے کا مقام ہے نہ کہ مسح کرنے کا اس سے مراد یہ ہے کے پیشانی کی بقدر سر پر مسح فرمایا اور وہ چوتھائی سر ہی بنتا ہے لیکن مکمل سر کا مسح کرنا بہرحال سب کے نزدیک افضل وسنت ہے۔

پاؤں کا اہتمام سے دھونا:-

وضو میں پاؤں کو اہتمام سے دھونا چاہیئے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے رسول اللہ ﷺ نے پاؤں کے دھونے پر بطورِ خاص تنبیہ فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَادرَکْنَا وَقَدْاَرْھَقْنَا الْعَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَ نَمْسَحُ عَلٰی اَرْجُلِنَا قَالَ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

(رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ ﷺ کچھ دیر بعد ہمارے ساتھ مل گئے مگر اس کی وجہ سے ہمیں عصر کی نماز میں دیر ہوگئی۔ تو ہم جلدی جلدی وضو کرنے لگے اور جلدی میں پاؤں پر مسح کرنے لگے یعنی جلدی کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا پانی ڈالا۔ جس سے ایڑیاں خشک رہیں۔ تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ ایڑیوں کو آگ سے تباہی ہو یعنی ان کو مکمل طور پر دھوو مسح نہ کرو۔

(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَئٰ قَوْمًا وَ اَعْقَابُھُمْ تَلُوْحُ فَقَالَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ

(رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنکی ایڑیاں وضو میں خشک رہنے کی وجہ سے چمک رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:- ایڑیوں والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ وضو مکمل طور پر کرو۔

(ابوداؤد)

یعنی وضو میں اگر ایڑیاں خشک رہ جائیں تو وضو نہیں ہوگا اور ایڑیاں جہنم میں جائیں گی۔اس لئے صحیح طریقہ سے وضو کامل ومکمل کرو۔تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وضو میں پاؤں کو خاص طور سے اچھی طرح مل کر مکمل طور پر دھونا چاہیئے۔

وضو کرنے کا سنت طریقہ

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍؓ قَالَ اَتَانَا عَلِيٌّؓ وَ قَدْ صَلّٰى فَدَعَا بِطُهُوْرٍ فَقُلْنَا مَا يَصْنَعُ بِالطُّهُوْرِ وَقَدْ صَلّٰى مَا يُرِيدُ اِلَّا لِيَعَلِّمُنَا فَاُتِيَ بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌوَطَسْتٍ فَاَفْرَغَ مِنَ الْاِنَاءِ عَلٰى يَمِيْنِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثلاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاستنْثَرَ ثلاثًا فَمَضْمَضَ وَنَثَرَمِنَ الْكَفِّ الَّذِىْ يَأْخُذفِيْهِ ثَمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًاوَغَسَلَ يَدَهٗ الْيُمْنٰى ثَلٰثًاوَيَدَهٗ الشِّمَالِ ثَلٰثًا ثُمَّ جَعَلَ يَدَهٗ فِى الْاِنَاءِ فَمَسَحَ

حضرت عبد خیرؒ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت علیؓ تشریف لائے جبکہ وہ نماز پڑھ چکے تھے پھر بھی انہوں نے وضو کے لئے پانی مانگا ہم نے کہا نماز تو پڑھ چکے ہیں پھر وضو کے پانی کو کیا کریں گے؟ شاید ہمیں وضو کا طریقہ سکھانا چاہتے ہیں چنانچہ ایک برتن میں پانی اور ایک طشت لایا گیا۔تو آپ نے پہلے برتن سے پانی دھانے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ تین تین بار دھوئے پھر تین بار کلی کی۔پھر تین بار ناک مین پانی ڈالا ورناک میں پانی اسی چلو سے ڈالا جس میں پانی لیتے ہیں (اس کا مطلب اکثر حضرات یہ کرتے ہیں کہ ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا) پھر تین بار چہرہ دھویا پھر تین بار دایاں ہاتھ دھویا

بِـرَأسِهِ مَرَّةًوَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَـهُ الْيُـمْـنٰـى ثَلٰثًاوَرِجْلَهُ الْيُسْــرٰى ثَـلٰـثًــا ثُمَّ قَـالَ مَنْ سَـرَّهُ اَن يَّعْلَمَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَهُوَ هٰذَا.(ابو دؤاد وغیرہ من اصحاب السنن)

اور تین بار بائیں ہاتھ دھویا پھر ہاتھ بھگوکر ایک بارتمام سر کامسح کیا پھر تین بار دائیں پاؤں دھویا اور تین ہی بار بائیں پاؤں دھویا۔اس کے بعد فرمایاجس کو یہ خواہش ہو کہ وہ حضورﷺ کا وضو دیکھنا چاہے تو وہ یہی ہے۔(ابوداوٗد)

اس مضمون کی بے شمار احادیث دوسرے صحابہ کرام سے حدیث کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں سب سے آپﷺ کے وضوکا یہی طریقہ معلوم ہوتا ہے یہاں کانوں کے مسح کا ذکر نہیں ہے چونکہ وہ سر کے مسح کے ساتھ ہی آ گیا دوسری روایت میں اسکا بھی ذکر ہے تاہم ہر عضو کو تین تین باردھونا صحیح سنت کا طریقہ ہے مگر کبھی کبھی رسولﷺ نے امت کو یہ بتانے کے لئے کہ ہر عضوکوایک مرتبہ دھونے سے بھی وضو ہوجاتا ہے ایک مرتبہ بھی دھویا ہے۔جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ اِبْـنِ عُـمَـرَرَضَـیِ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَال رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ مَـنْ تَـوَضَّـأَوَاحِـدَةًفتِلْکَ وَظِيْـفَةُ الْـوُضُـوْءِ الَّتِیْ لَابُـدَّ مِـنْهَـا وَمَنْ تَوَضَّأَ اِثْـنَتَيْـنِ فَلَــهُ كِـفْلَانِ وَمَــنْ تَــوَضَّــأَ ثَـلٰثًــا فَــذَالِکَ وُضُــوْئِی وَ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا صرف ایک بار (یعنی ایسا وضو جس میں وضو کے اعضاً کوصرف ایک بار ہی دھویا) تو یہ وضوکا وہ درجہ ہے کہ جس کے بغیرکوئی چارہ ہی نہیں ہے(اور اسکے بغیر وضو ہوتا ہی نہیں ہے) اور جو وضوکرے دو۲/ دو۲/ مرتبہ، (یعنی اعضاءِ وضوکودومرتبہ دھوئے) تو اُسکوایک مرتبہ دھونے والے کے مقابلے میں دو۲/حصہ ثواب ملے گااورجس نے وضوکیا تین تین بار

ضُوْءُ الْاَنْبِياَ ءِ مَنْ قَبْلِيْ،   تو وہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا وضو ہے۔

(رواہ احمد)   (مسند احمد)

یعنی تمام انبیاءؑ کی سنت یہی ہے کہ وضو کے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا جائے یہ تو آپ ﷺ کا ارشاد ہے ایک دوسری حدیث کہ مطابق آپ ﷺ نے ایسا کر کے بھی دکھایا ہے۔

وضو کی سنتیں اور اس کے مستحبات :-

وضو میں فرض تو یہی چار چیزیں ہیں جن میں سے اگر کوئی ذرہ برابر بھی چھوٹ جائے تو وضو نہیں ہوگا مگر ان چار چیزوں کے علاوہ کچھ اور چیزیں ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ وضو میں اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو کرنے کیلئے بھی ترغیب دیتے تھے ان میں سے جنکی زیادہ تاکید ہے اُنکو سننِ وضو اور جنکی کم تاکید ہے اُنکو وضو کے مستحبات یا آداب وضو کہتے ہیں۔

مثلاً :- نیت کرنا بسم اللہ پڑھنا' دونوں ہاتھوں کو پہلے تین تین بار گٹوں تک دھونا' مسواک کرنا' کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' داڑھی کا اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا' ہر عضو کو تین بار دھونا' تمام سر کا مسح کرنا' کانوں کا مسح کرنا ترتیب سے وضو کرنا' پے در پے وضو کرنا' دائیں طرف سے شروع کرنا' بے ضرورت پانی نہ بہانا' وضو کے بعد تولیہ سے جسم خشک کرنا' وضو کے بعد مسنون دُعا پڑھنا۔

(۱) نیت کرنا :-

وضو کی سنتوں میں اہم سنت ہے یعنی اگر کوئی شخص وضو کے ارادے کے بغیر اعضاء کو دھولے اس صورت میں وضو تو ہو جائیگا اور اس وضو سے نماز بھی ادا کرسکتا ہے مگر اس وضو کا ثواب نہیں ملے گا حضور ﷺ کا مشہور ارشاد ہے جو امیر المومنین حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ و دیگر صحابہ کرام سے بخاری و مسلم کے حوالے سے کتاب الایمان میں گذر چکا ہے۔

(اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(یعنی ثواب تب ہی ملے گا جب عمل کا ارادہ ہوگا)۔

(۲) بسم اللہ پڑھنا:۔

عَـن سَـعِیُـدِ ابُـنِ زیـدٍ رَضِـیَ اللّٰہُ عَـنُـہُ قَـالَ قَـالَ رَسُـوُلُ اللّٰہِ ﷺ لاوَضُـوُءَ لِـمَـنُ لَّـمُ یَـذُکُـرِ اسُـمَ اللّٰہِ عَـلَیُـہِ، (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کا نام لئے بغیر ہی وضو کیا اس کا وضو نہیں۔ (ترمذی۔ابن ماجہ)

بغیر بسم اللہ کے وضو نہیں ہے سے مراد علماء کرام نے یہی لیا ہے کہ اس کا وضو کامل نہیں بلکہ ناقص ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ، ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جسنے بسم اللہ پڑھ کر وضو کیا تو یہ وضو اسکے سارے جسم کیلئے طہارت ہے اور جو کوئی وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو یہ وضو صرف اس کے اعضاء کو دھوتا ہے (دارقطنی) یعنی وضو تو ہو جاتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے یعنی وضو کے اس عمل پر ثواب نہیں ملیگا البتہ طہارت حاصل ہو جائیگی اور اس سے عبادت ادا کرسکتا ہے۔

پہلے تین بار ہاتھ دھو لینا:۔

عَـنُ اَبِـیُ ھُـرَیُـرَۃؓ اَنَّ النَّبِیَّ قَـالَ اِذَاسُتَیُقَظَ اَحَدُکُمُ مِنُ نَـوُمِـہ فَلایَـغُـمِسَنَّ یَدَہ' فِی الُانَـاءِ حَتّٰـی یَـغُسِـلھـاَ ثَلٰثاً فَاِنَّہٗ لَا یَدُرِیُ اَیُنَ بَاتَتُ یَدُہٗ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی آدمی بیدار ہو تو ہرگز اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ اُس کو تین مرتبہ دھوئے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اُسکے ہاتھ نے

(رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد)

رات کہاں گزاری یعنی اسکا ہاتھ سوتے ہوئے کسی ناپاک جگہ لگ کرنا پاک ہوگیا ہو۔ (مسلم، بخاری، ابوداؤد)

(۴،۵) تین بارکلی کرنااور ناک میں پانی ڈالنا:-

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدٍؓ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوضَّاءُ لَنَا وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَاَكْفَاءَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلاثاً ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا الخ. (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ سے لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں حضور ﷺ کیطرح وضو کرکے بتائیے! انھوں نے پانی کا ایک برتن منگوایا پھر اسکو جھکا کر پانی لیا اور تین بار دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈال کر پانی لیا اور تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا (اسطرح وضو کرکے آخر میں فرمایا یہ ہے آپ ﷺ کا وضو۔ (مسلم)

(۶) مسواک:-

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِ (رواہ البخاری واحمد)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:- کہ مسواک منہ کو بہت زیادہ صاف اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوش کرنے والی ہے۔ (بخاری، احمد)

احادیث میں مسواک کی بہت زیادہ تاکید ہے وضو کی سنتوں میں اتنی اور کسی سنت کی تاکید نہیں ہے شاید اس لئے کہ امت کے اس میں غفلت کرنے کا آپ ﷺ کو خوف تھا آپ ﷺ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ جب بھی میرے پاس آتے

ہیں مجھے مسواک کرنے کی اتنی تاکید کرتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں مسواک کرتے کرتے منہ کا اگلا حصہ ہی گھس نہ ڈالوں۔ (مسند احمد)

(۷) داڑھی کا خلال کرنا:-

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا اتَوَضَّأَ اَخَذَ کَفًّا مِّنْ مَاءٍ فَاَدْخَلَہٗ تَحْتَ حَنَکِہٖ فَخَلَّلَ بِہٖ لِحْیَتَہٗ وَقَالَ ھٰکَذَا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ. (ابوداؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپؐ وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے داڑھی مبارک میں پہنچاتے اور خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیوں کے ذریعہ پانی اندر پہونچاتے) اور فرماتے میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد)

جب داڑھی ہلکی ہو تو پھر اس کی جڑوں میں پانی پہونچانا ضروری ہے لیکن جب داڑھی گھنی ہو تو بالوں سے متصل حصے کو دھویں اور ٹھوڑی کے نیچے کے حصے کا خلال کریں (وفیہ ا قوال غیرہ)

(۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا:-

عَنْ لَقِیْطٍ ابْنِ صَبْرَۃَ قُلْتُ یَا رُسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعِ. (ابوداؤد والترمذی والنسائی)

حضرت لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے وضو کے بارے میں بتائے (یعنی وہ چیزیں جسکا مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وضو اچھی طرح اور کامل طریقہ سے کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے اس میں اور باتوں کے علاوہ انگلیوں کے خلال کرنے کے لئے خاص طور سے فرمایا گیا ہے پاؤں کی انگلیوں کا خلال اسطرح کیا جائے کہ ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی یعنی چھنگلیا کو پاؤں کی انگلیوں میں ڈال کر خوب ملے آپ ﷺ کا یہی طریقہ بیان ہوا ہے اور ہاتھ کی انگلیوں کا خلال ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالکر کرے

(۹) ہر عضو کو تین تین بار دھونا:-

یہ بھی سنت ہے جیسا کہ پیچھے گذرا ہے صرف سر کا مسح ایک بار سنت ہے۔

(۱۰) داہنے طرف سے شروع کرنا:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَالَبِسْتُم وَ اِذَاتَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْ بِمَیَا مِنِکُمْ. (رواه احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنے ہر عضو کو داھنے طرف سے شروع کرو۔ (مسند احمد)

یہ صرف لباس اور وضو کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دوسری روایت سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ہر اچھے کام کی ابتدا دائیں طرف سے کرتے تھے یہاں تک کہ کنگھا کرنے میں اور جوتا و موزہ پہننے میں بھی۔

(۱۱) ایک بار تمام سر کا مسح، اور مسح کا سنت طریقہ:-

عَنْ مَعَاوِیَةَ اَنَّهُ اَرَاهُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا بَلَغَ مَسَحَ رَأْسِهٖ وَضَعَ کَفَّیْهِ عَلٰی

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ لوگوں کو حضور ﷺ کے وضو کرنے کا طریقہ دکھایا تو وہ جب سر کے مسح پر پہونچے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصہ پر رکھا

مُقَدَّمِ رَأْسِہٖ ثُمَّ مَرَّبِهِمَا حَتّٰی بَلَغَ الْقَفَا ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰی بَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِیْ مِنْهُ بَدَأَ. (معانی الاثار)

اور پھر اُنکو پیچھے کی طرف کھینچا یہاں تک کہ گُدی (گردن) پر پہنچ گئے پھر لوٹایا ان کو یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے شروع کیا تھا (معانی الاثار)

(۱۲) کانوں کا مسح :-

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَسَحَ بِرَأْسِہٖ وَاُذُنَیْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّابَتَیْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَیْهِ. (رواه النسائی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کا مسح فرمایا تو اپنے دونوں کانوں کا بھی مسح فرمایا اسطرح کہ کانوں کے اندر کے حصے کا تو شہادت والی اُنگلی سے اور کانوں کے باہر کے حصے کا اَنگوٹھے سے مسح فرمایا۔ (نسائی شریف)

(۱۳) اُنگوٹھی کا ہلانا :-

اگر انگوٹھی تنگ نہ ہو بلکہ اتنی ہلکی ہو کہ اس کے اندر پانی بغیر ہلائے پہنچ سکتا ہے تو ایسی انگوٹھی ہلانا مستحب ہے اگر تنگ ہو تو ہلانا ضروری ہے ابن ماجہ شریف میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو (حرکَ خَاتِمَهٗ فِیْ اِصْبَعِهٖ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی ہلاتے تھے۔

(۱۴) ترتیب سے وضو کرنا :-

وضو کی جو ترتیب قرآن کریم نے بیان کی اور مذکورہ احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بیان ہوا ہے اسی کے مطابق وضو کرنا سنت ہے۔

(۱۵) پے درپے وضو کرنا:-

وضو اس طریقہ سے مسلسل کیا جائے کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھولیا جائے یہ سنت ہے اسکے سنت ہونے میں جمہور کا اتفاق ہے؟ اس لئے کہ آپؐ نے جب بھی وضو فرمایا پے درپے ہی فرمایا۔

(۱۶) وضو میں بےضرورت پانی نہ بہایا جائے:-

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِسَعْدٍ وَھُوَیَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَاھٰذَا السَّرَفُ یَاسَعْدُ! قَالَ أَفِیْ الْوُضُوْءِ سَرَفٌ. قَالَ وَاِنْ کُنْتَ عَلٰی نَھرٍ. (رواہ بن ماجۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاصؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ وضو کررہے تھے آپؐ نے فرمایا سعد! یہ کیا اسراف ہے! یعنی بے ضرورت پانی کیوں بہائے جارہے ہو انہوں نے عرض کیا حضرت کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے وضو میں پانی زیادہ بہانا بھی فضول خرچی میں داخل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں ضرور اسراف ہے اگرچہ تم نہر کے کنارے پر کیوں نہ ہو (ابن ماجہ)

(۱۷) وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا:-

وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا ضروری تو نہیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ استعمال کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ عنقریب غسل کے بیان میں یہ حدیث آرہی ہے کہ امّ المومنین حضرت ام میمونہؓ نے غسل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تولیہ پیش کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہ فرمایا تاہم اگر کوئی استعمال کرے تو جائز ہے بلکہ آپؐ کے اکثرِ عمل کی وجہ سے قدر مستحب ہے ذیل کی روایت پڑھئے:-

عَنْ مَعَاذِابْنِ جَبَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِذَاتَوَضَّأَمَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ (رواه الترمذی)	حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ کو دیکھا کہ جب آپﷺ وضوفرماتے تو اپنے ایک کپڑے کے کنارے سے اپنا چہرہ مبارک پوچھ لیتے (ترمذی)

(۱۸) وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:-

عَنْ عُمَرَابْنِ الْخَطَابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَامِنْكُمْ ؟مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْفَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُوَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِالثَّمانِيَةِ يَدْخُلَهَا مِنْ اَيِّهَاشَاءَ. (رواه مسلم)	حضرت عمر ابن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:- جوکوئی تم میں سے وضو کرے اور خوب اچھی طرح آداب کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرے پھر وضو کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ (اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُوَاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)تو یقیناً اس کے لئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوجائے گا۔(مسلم شریف)

یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ترمذی شریف میں اس روایت میں کلمہ شہادت کے ساتھ یہ دعا بھی ہے اللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (اے اللہ مجھے توبہ کرنیوالے اور پاک رہنے والے لوگوں میں سے بنادے)لہذا وضو کے بعد کلمہ شہادت کے ساتھ یہ بھی پڑھے بعض روایات میں سورہ قدر یعنی اِنَّا اَنْزَلْنَا بھی تین مرتبہ پڑھنا آیا ہے

(۲۰) تحیۃ الوضو :-

وضو کرنے کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھ لینا بہت بڑا کارِ ثواب ہے اسکو تحیۃ الوضو کہتے ہیں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے انہوں نے پہلے لوگوں کو سنت طریقہ کے مطابق وضو کرنا بتایا پھر آخر میں یہ فرمایا۔

ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَنَحْوَوُضُوْئِي هَذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِيُ هَذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ بِشَيٍ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.	پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے بالکل میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا پھر آپؐ نے فرمایا:-جس نے میرے اس وضو کیطرح وضو کیا اسکے بعد اسطرح خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی کہ ان کے درمیان دل میں اِدھر اُدھر کی باتیں بالکل نہیں سوچیں تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ۔
(رواہ الطبرانی)	(طبرانی)

نوٹ:- وضو کے بعد یہ دو رکعت نفل ہی ہوں، یہ ضروری نہیں بلکہ اگر وہ وضو کر کے ایسے وقت میں مسجد میں پہنچا کہ وہاں اب اتنا وقت جماعت کھڑے ہونے میں بچ گیا تھا کہ وہ سنت پڑھ سکے اور اس نے اسطرح خشوع وخضوع کے ساتھ سنت پڑھ لیں اور اسی میں تحیۃ الوضو کی نیت بھی کر لی تو بھی انشاءاللہ مذکورہ ثواب کا مستحق ہوگا یا سنت کا بھی وقت باقی نہیں تھا اور اس نے فرضوں میں شرکت کر لی تب بھی اگر خشوع وخضوع ہوگا تو انشاءاللہ ثواب کا مستحق ہو جائیگا حدیث شریف کی روح یہ ہے کہ وضو کے بعد خضوع وخشوع سے جتنا ہو سکے نفل یا سنت؟ یا فرض نماز میں سے کچھ پڑھ لے۔

وضوکوتوڑ دینے والی چیزیں:-

جن چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہےان کونواقض وضو کہتے ہیں ۔نواقض وضو یہ مندرجہ ذیل آٹھ چیزیں ہیں:-

(۱) پیشاب یاپاخانہ :-

قَالَ تَعَالٰی .اَوْجَاءَ اَحَدُمِنْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ ؟ (المائدۃ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یاتم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہوکرآئے (سورۂ مائدہ)

یعنی قضائے حاجت (پیشاب وپاخانہ) سے وضوٹوٹ جاتا ہےاوردوبارہ کرناضروری ہوجاتا ہے

(۲) ریح یعنی ہواخارج ہونا:-

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لَاتُقْبَلُ صَلٰوۃُمَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَقِیْلَ وَمَاالْحَدَثُ یَااَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ فُسَآءٌ اَوْ ضَرَاْطٌ.

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:- جس شخص کوحدث ہواسکی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ وضوکر لے۔عرض کیا گیا! کہ اےابوہریرۃؓ حدث کیا چیز ہے ؟ حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا: کہ بغیرآواز کے یا آواز کےساتھ ہوا کا نکلنا۔

(رواہ بخاری)

(۳،۴) قے یانکسیرہونا:-

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ مَنْ اَصَابَہٗ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو قے ہوجائے

قَیْءٌ اَوْ رِعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْ مَذِیٌّ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ ثُمَّ لَیَبْنِ عَلٰی صَلٰوتِہٖ وَھُوَفِیْ ذَالِکَ لا یَتَکَلَّمُ. (رواہ ابن ماجۃ)

یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی نکل آئے (اور وہ نماز میں ہو) تو اس کو چاہئیے کہ وہ لوٹ جائے اور وضو کرے پھر اگر اُس نے اس درمیان بات نہ کی ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ اپنی پرانی نماز پر بنا کرے (یعنی وہاں سے نماز شروع کردے جہاں سے چھوڑی تھی) (ابن ماجہ شریف)

اس کے علاوہ ترمذی شریف میں حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے قے فرمائی تو پھر وضو فرمایا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک قے جب منہ بھر کر آئے تب وضوٹوٹتا ہے جبکہ امام مالکؒ و امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ قے اور نکسیر دونوں سے وضوٹوٹتا ہی نہیں ہے اس روایت کے بارے میں وہ یہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قئے کے بعد وضو فرمایا ممکن ہے آپ ﷺ کو کوئی اور نواقض وضو پیش آیا ہو۔ یہی اختلاف نکسیر کے بارے میں بھی ہے اور اس مسئلہ میں صحابہ کرام اور تابعین کے بھی مختلف اقوال رہے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے متعلق مصنف ابن ابی شیبہ میں اس سے وضوٹوٹ جانے کا قول ہے اور موطا امام مالک میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ عمل بیان ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرؓ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا رَعَفَ اِنْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰی وَلَمْ یَتَکَلَّمُ (رواہ الامام مالک فی المؤطا)

حضرت ابن عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ جب نماز میں انکی نکسیر پھوٹ جاتی تو وہ واپس آکر وضو فرماتے اور کسی سے بات چیت نہ کرتے اور پھر نماز وہاں سے شروع کرتے جہاں سے چھوڑی تھی۔ (موطا امام مالک)

(۵) مذی نکلنا:-

عَنْ الْمِقْدَادِ ابْنِ اَسْوَدٌؓ قَالَ اِنَّ عَلِیَّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَمَرَہٗ اَنْ یَّسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ اِذَا دَنَا مِنْ اَھْلِہٖ فَخَرَجَ مِنْہُ الْمَذِیُّ مَاذَا عَلَیْہِ فَاِنَّ عِنْدِیْ اِبْنَتَہٗ وَاَنَا اَسْتَحْیِ اَنْ اَسْئَلَہٗ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ ذَالِکَ فَلْیَسْتَضِحْ فَرَجَہٗ وَ الْیَتَوَضّٰأْ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ.

(روہ ابوداوٗدو النسائی)

حضرت مقدادؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ میں حضور ﷺ سے یہ مسئلہ معلوم کروں کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو مذی نکل آئی تو اب اسکو کیا کرنا چاہیے (یعنی غسل کرے یا وضو کرے؟) چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت فاطمہؓ) میرے گھر میں ہیں اس لئے مجھے خود یہ معلوم کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں چنانچہ میں نے حضور ﷺ سے یہ مسئلہ معلوم کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا:- جب تم میں سے کوئی آدمی وہ یعنی مذی پائے تو اُسکو چاہیے کہ اپنی شرمگاہ دھولے اور وضو کرلے۔ جیسا کہ نماز کے لئے وضو کرتے ہیں یعنی غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ابوداؤد، نسائی)

مذی کہتے ہیں اس سفید پانی کو جو بوس وکنار سے یا کوئی خیالات پراگندہ آجانے سے نکل

آ تا ہے۔ ودی کا بھی یہی حکم ہے اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور ودی اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی بیماری یا وزن اٹھانے سے خارج ہو۔ غسل والی ناپاکی اس کے علاوہ ہے جو انزال کے وقت نکلتی ہے اس سے وضو کے ساتھ غسل بھی واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن مذی کے نکلنے سے صرف وضوٹوٹتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(٦) خون نکل کر بہہ جانا:-

عَنْ ابْنِ ثَابِتٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْوَضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ (رواه الدارقطبی و ابن عدی)

حضرت ابن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہر بہنے والے خون سے وضو ہے (یعنی جب بھی خون نکل کر بہہ جائے) تو وضوٹوٹ جاتا ہے (دارقطبی، ابن عدی)

خون نکلنے سے وضوٹوٹتا ہے؟ صحابہ کرامؓ کے درمیان یہ مسئلہ بھی اختلافی رہا ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ وضوٹوٹ جانے کے قائل ہیں۔ اور بہت سے دیگر صحابہ کرامؓ نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک مفتیٰ بہِ قول یہی ہے کہ خون نکل کر اگر سوئی کی نوک کے برابر بھی اپنی جگہ سے بہہ جائے اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے چاہے وہ بدن کے کسی بھی حصّے سے نکلے۔

(٧) لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانا:-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ. (رواه الترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- بے شک وضو اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو چت لیٹا ہو۔ اس لئے کہ جب وہ چت لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جائیں گے (ترمذی)

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد ,,کہ جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں'' کا مطلب علماء کرام نے یہ بتایا ہے کہ سوجانا خود کوئی ایسی چیز نہیں جس سے وضوٹوٹ جائے۔البتہ چونکہ سوجانے والے کے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اس کو جسم سے ہوا وغیرہ خارج ہونے کا احساس نہیں ہوتا ہے اس لئے سونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔چت لیٹنے کے علاوہ ٹیک لگا کر سونے سے بھی چونکہ جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں اگر ایسے ٹیک لگا کر سویا ہو کہ وہ ٹیک ہٹادی جائے تو وہ گر جائے اس سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔ہاں اگر کوئی بیٹھے بیٹھے سوجائے (یعنی آنکھ لگ جائے یا اونگھ آئے) اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ عشاء کی نماز کے انتظار میں اتنی دیر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ انکے سر جھوم جاتے پھر وہ اٹھتے اور دوبارہ وضو کئے بغیر نماز ادا کرتے تھے (مسلم،ابوداؤد،ترمذی)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ایک اصولی بات ارشاد فرمائی:-

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَاءُ السَّنَةِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ. (ابوداؤد)	حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُرین کی ڈاٹ (ڈھکن) تو دو آنکھیں ہیں لہذا جو سوجائے وہ دوبارہ وضو کرے (رواہ ابوداؤد)

یعنی آدمی کو اپنے احوال کا صرف بیداری میں ہی علم ہوتا ہے جب سوجائے تو وہ بے خبر ہوتا ہے کہ اس کے بدن سے کیا نکل رہا ہے۔نیند سے بھی سب کے نزدیک وضوٹوٹ جاتا ہے البتہ حنابلہ،شوافع اور مالکیہ کے نزدیک اس نیند سے وضوٹوٹتا ہے جو خواب گہری ہو ہلکی نیند سے خواہ وہ لیٹ کر ہی آئے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

غشی یا بے ہوشی سے وضو کا ٹوٹنا:-

جب کسی آدمی پر غشی طاری ہو جائے، یا بے ہوش ہو جائے تو چونکہ اُسکو اپنے حال کی خبر نہیں رہتی اس لئے شرعًا اسکا وضوٹوٹ جاتا ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، چونکہ غشی سے بھی نیند کی طرح جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

نماز میں قہقہہ سے ہنسنا:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ ضَحِکَ فِی الصَّلٰوۃِ قِھْقَھَۃً فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ (رواہ ابن عدی)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جو آدمی نماز میں قہقہہ مار کر ہنس پڑے، اسکو چاہیے کہ وضو دوبارہ کرے اور نماز کو لوٹائے (ابن عدی)

نیز حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن ام مکتومؓ مسجد کے سامنے سے آرہے تھے کہ گڑھے میں گر گئے اس پر نمازیوں میں سے بہت سے لوگ ہنس پڑے نماز کے بعد جو لوگ ہنسے تھے انکو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضو کریں اور دوبارہ نماز پڑھیں (طبرانی) یہ نماز چونکہ رکوع سجدے والی تھی لہذا نماز جنازہ میں ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ چونکہ اس کے متعلق علٰحدہ سے کوئی روایت نہیں ہے۔

یہ مسلک احناف کا ہے دوسرے علماء کے نزدیک قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا چونکہ یہ روایت مرسل ہے۔اور اوپر والی اس روایت کو وہ حضرات سند کے اعتبار کمزور کہتے ہیں تاہم احناف ان روایات کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔اسلئے نماز میں قہقہہ سے وضوٹوٹ جانے کا حکم لگاتے ہیں قہقہہ کی مقدار یہ ہے کہ برابر والا سن لے یا اس شخص کے کانوں تک آواز پہنچ جائے جو نماز میں مصروف ہو البتہ مسکرانے سے نہ وضوٹوٹتا ہے اور نہ نماز ٹوٹتی ہے اگر کوئی شخص اتنی آواز سے ہنسے کے اسکے کانوں تک

آواز نہ آئی ہوتو اس سے نماز اور وضو نہیں ٹوٹتا۔ یاد رہے: مرسل اس روایت کو کہتے ہیں جسمیں تابعی صحابی کا نام لئے بغیر کوئی روایت حضور ﷺ سے نقل کرے اور یہ روایت اگر صحیح سند سے مروی ہوتو احناف کے نزدیک حجت ہے۔

وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

مذکورہ بالا نواقص وضو کے علاوہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں خیال ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا۔ حالانکہ ان سے وضو نہیں ٹوٹتا ایسے ہی کچھ ایسی چیزیں بھی جن سے دوسرے آئمہ کرام کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر امام اعظمؒ کی تحقیق میں وضو نہیں ٹوٹتا یہاں ان دونوں طرح کی چیزوں کا ذکر ہے۔

(۱) آگ کی پکی ہوئی چیز کھانا:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی لیکن آپؐ نے وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

شروع شروع میں آگ سے کسی بھی پکائی ہوئی چیز کو کھا لینے کے بعد وضو کا حکم تھا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (ابوداؤد والنسائی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں باتوں میں سے جو حضور ﷺ سے آخری بات ثابت ہے وہ آگ کی چھوئی ہوئی چیز کو کھانے کے بعد وضو نہ کرنا ہے (ابوداؤد، نسائی)

ابن ماجہ شریف میں ایک روایت ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ نے گوشت اور روٹی کھائی مگر ان میں سے کسی نے وضو نہیں فرمایا۔

ایک دوسری حدیث کی بنیاد پر سلف میں سے بعض اونٹ کا گوشت کھا لینے کے بعد وضو کو ضروری قرار دیتے تھے احناف کے نزدیک اگر چہ یہ حدیث منسوخ ہے تاہم اختلاف سے نکلنے کے لئے اونٹ کا گوشت کھا کر اگر وضو کرلیا جائے تو اچھا ہے لیکن یہ اختلاف صرف اونٹ کے گوشت کا ہے۔

(۲) عورت کو چھونا:-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَبَّلَ اِمْرَأَةً مِنْ نِسَائِهٖ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَ لَمْ يَتَوَضَّأْ (ابو داؤد والترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا بوسہ لیا۔ اور آپؐ نماز کیلئے تشریف لے گئے، جبکہ آپ ﷺ نے وضو نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد وترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس طرح کی اور بھی روایات ہیں۔ بخاری و مسلم نے حضور ﷺ کا عمل بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی یوں نقل کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے اور آپ ﷺ کے سجدہ کی جگہ پر میرے پاؤں ہوتے۔ آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو مجھے ہاتھ سے ہلا دیتے اور میں پاؤں سکیڑ لیتی معلوم ہوا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ورنہ آپ ﷺ ایسا نہ کرتے۔ یہی مسلک احناف کا ہے۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اجنبی عورت کو اگر شہوت سے چھوئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں امام احمدؒ سے دونوں طرح کی روایات منقول ہیں ان حضرات کا استدلال قرآنِ کریم کی اس آیت سے ہے۔ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ ''یا چھولوتم عورتوں کو'' احناف یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد جماع ہے نہ کہ محض چھونا۔

(۳) شرم گاہ کو چھونا:-

عَنْ طَلَقِ ابْنِ عَلِّيٍّ ؓ	حضرت طلق ابن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول
سُئِلَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ	اکرم ﷺ سے وضو کر لینے کے بعد آدمی کے
عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ	پیشاب کی جگہ کو چھو لینے کے بارہ میں سوال کیا
ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ	گیا تو آپؐ نے فرمایا:-کیا ہے وہ؟ تمہارے
قَالَ وَهَلْ هُوَاِلَّا	جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے (یعنی جس طرح جسم کے
بُضْعَةٌ مِنْكَ. (رواہ	اور کسی حصے کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح
ابو داؤد و الترمذی)	شرمگاہ کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا)

(ابوداؤد، ترمذی)

اس مسلئے میں ایک اور روایت حضرت بسرہ بنت صفوانؓ سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:- جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وہ نماز نہ پڑھے تا وقتے کہ وضو نہ کر لے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) ان دونوں روایتوں کی وجہ سے اس مسئلہ میں بھی علماء کرام کا اختلاف رہا ہے جو حضرت بسرہؓ کی روایت کو سند کے لحاظ سے زیادہ مضبوط کہتے ہیں وہ وضو کے ٹوٹ جانے کا حکم لگاتے ہیں اور جو حضرات حضرت طلقؓ کی روایت کو قوی سمجھتے ہیں وہ وضو نہ ٹوٹنے کا حکم لگاتے ہیں احناف کے نزدیک حضرت طلقؓ کی روایت درایۃً مضبوط ہونے کے علاوہ روایۃً بھی قوی ہے علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں کہ طلق ابن علیؓ کی روایت بسرہؓ کی روایت سے عمدہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) تاہم یہ بات تب ہے جب اپنے پیشاب کے مقام کو اس حال میں چھوئے کہ کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو یعنی کپڑا وغیرہ نہ ہو، ورنہ کسی کے نزدیک بھی وضو نہ ٹوٹیگا۔ اس حدیث سے وضو کے مسئلہ کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدون ضرورت شرمگاہ کو بغیر پردہ ہاتھ لگانا اچھا نہیں احناف کے نزدیک اگر چہ وضو نہیں ٹوٹتا مگر اختلاف سے بچنے کے لئے اگر کبھی ہاتھ لگ جائے تو وضو کر لینا چاہئے، احتیاط اسی میں ہے۔

(۴) محض خروجِ ہوا کا شک ہو جانا:-

اگر کسی کو یہ شک ہو جائے کہ شاید ریح نکل گئی ہو تو اس طرح محض شک سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا حدیث میں آیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَالَ اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَوَجَدَ حَرْکَۃً فِی دُبُرِہٖ اَحْدَثَ اَوْ لَمْ یُحْدِثْ فَاُشْکِلَ عَلَیْہِ فَلَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ تَجِدُ رِیْحًا۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں ہو اور اسکو اپنی سُرین میں کچھ حرکت محسوس ہو اور اسکو شک ہو جائے کہ وضو ٹوٹا کہ نہیں تو اسکو نماز نہیں توڑنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ اسکو آواز سنائی دے یا بو محسوس کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

''آواز سنائی دے یا بو محسوس کرے'' سے مراد یہ ہے کہ یقین ہو جائے دوسری روایت میں ہے کہ یہ بات آپؐ نے اس آدمی سے فرمائی تھی جسکو شک کا مرض تھا کہ انکو ہر بات پر شک ہو جاتا تھا۔ اگر کسی کو یقین ہے کے ریح خارج ہوگئی ہے حالانکہ نہ آواز سنی نہ ہی بو محسوس ہوئی اس صورت میں وضو کرنا ضروری ہوگا (واللہ اعلم بالصواب)

خفین پر مسح کرنے کا بیان:-

عَنْ بُرَیْدَۃَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی الصَّلٰوۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ، فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ ؓ لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْئًا لَمْ تَکُنْ تَصْنَعِ

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے ہی کئی نمازیں ادا فرمائیں اور آپؐ نے خفین پر مسح فرمایا:- حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آج تو آپؐ نے ایک ایسی بات کی جو پہلے آپ ﷺ

فَقَالَ عَمَدًا صَنَعْتُ يَا عُمَر ُ. (رواه مسلم)

نہیں کیا کرتے تھے (یعنی ایک وضو سے کئی نمازیں اور خفین پر مسح) آپؐ نے جوابًا فرمایا:- کہ میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے (مسلم)

عَنِ الْمُغِيرَةِ ابنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ تَبُوْكٍ قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ اَدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ اَخَذْتُ اُهْرِيْقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْاَدَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزَعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

(رواه المسلم)

حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ سے روایت ہے کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوا (ایک دن) آپؐ قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ تو میں بھی پانی کا برتن لیکر فجر کی نماز سے پہلے آپؐ کے ساتھ نکلا پس آپؐ تشریف لائے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر پانی کے برتن سے پانی ڈالنے لگا۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اونی جبّہ تھا۔ آپؐ اس جبّہ کو اپنے ہاتھوں سے اوپر سمیٹنے لگے۔ مگر جبّہ کی آستین تنگ ہوگئیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ جبّہ کے نیچے سے باہر نکالے اور جبّہ کو اپنے کندھوں پر ڈالدیا اور آپؐ نے دونوں بازو دھوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر اور عمامہ پر مسح فرمایا، جب میں آپؐ کے موزے اُتارنے کے لئے لپکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُنکو رہنے دو میں نے انکو اس وقت پہنا تھا جب یہ پاک تھے پس آپؐ نے خفین (چمڑے کے موزے) پر مسح فرمایا۔ (مسلم شریف)

اگر کوئی شخص خفین یعنی چمڑے کے موزے پہنے ہوے ہوتو وہ وضوکرتے ہوئے پاؤں کے دھونے کے بجائے ان پر مسح کرے تو یہ جائز ہے۔جیسا کہ مذکورہ دونوں روایات سے واضح ہوا ہے۔اوراسی پر صحابہ کرام کا عمل رہاہے اُمت میں سے کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں خفین پر مسح کا قائل اس وقت تک نہ ہوا جب تک اتنی حدیثیں اس مسئلہ میں ملیں کہ یہ مسئلہ دن کی روشنی کیطرح واضح ہوگیا۔مگر اسکے لئے شرط یہ ہے کہ موزے وضوکرکے پہنے ہوں دوسری شرط یہ ہے کہ موزے دُرست ہوں پھٹے ہوئے نہ ہوں اگر موزہ اتنا پھٹ گیا کہ اس میں سے پاؤں کی تین چھوٹی انگلیاں باہر نکل سکتی ہوں تو ایسے موزے پر مسح جائز نہیں ہے۔

جرابوں پر مسح :-

چمڑے کے علاوہ دوسرے موزے مثلاً اون کے موزے، کپڑے کے موزے وغیرہ پر مسح کرنا ناجائز ہے ہاں اگر وہ چمڑے کے موزوں کے برابر کام دیتے ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے (یعنی اس پر چلنا ممکن ہو) جسکے لئے علماء کرام نے یہ شرطیں لگائی ہیں۔

(۱) ایسے اونی سوتی موزے جو بہت گاڑھے اور موٹے ہوں اور انکا تلا چمڑے کا ہو۔

(۲)(الف) ایسے اونی سوتی موزے کہ ان میں پانی نہ چھنتا ہو۔

(اب) اگر آنکھ پر رکھکر اس میں سے باہر دیکھیں تو نظر نہ آئے۔

(ج) اسکو پہنکر تین میل جوتے کے بغیر پیدل سفر کریں تو وہ پھٹے نہیں۔

(د) اور پنڈلی پر باندھے بغیر ٹکے رہیں، اگر اس قسم کے چمڑے کے علاوہ بھی موزے ہوں تو ان پر مسح کرسکتے ہیں۔

موجودہ نائیلان کے موزے :-

آجکل پائے جانے والے نائیلان کے موزے اکثر ان مذکورہ شرطوں پر پورے نہیں اترتے ہیں

لہذا ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے یہاں لوگ اس میں بہت بے احتیاطی کرتے ہیں۔
مشہور ومعروف اہلحدیث مکتب فکر کے عالم مولانا عبدالسلام بستویؒ اپنی کتاب اسلامی تعلیم کے دوسرے حصّے صفحہ ۱۲۳ پر رقم طراز ہیں۔ سوال:- کس قسم کے موزوں پر مسح جائز ہے؟
جواب:- تین قسم کے موزوں پر مسح جائز ہے (۱) چمڑے کے موزے جن سے پاؤں ٹخنے تک چھپے ہوں (۲) وہ اونی سوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا ہو (۳) وہ سوتی موزے جو اس قدر گاڑھے ہوں کہ ان میں پانی نہ چھن سکے اور بغیر باندھے دو، دو، چار، چار میل تک چل پھر سکو۔ (اسلامی تعلیم)
معلوم ہوا کہ یہ کوئی مقلدین وغیر مقلدین کے اختلافی مسائل میں سے نہیں ہے غرض اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے جب وضو ہی نہیں ہوگا تو نماز کیسے درست ہوگی جس پر کامیابی اور ناکامی کا دارمدار ہے۔ جو حدیث میں جَوْرَبَیْنِ کا لفظ آیا ہے پہلے تو یہ حدیث تمام محدثین کے نزدیک سند کے لحاظ سے اتنی مظبوط نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے قرآن کریم کا حکم ''کہ پاؤں دھوو'' کو چھوڑ دیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس طرح کے اونی سوتی موزوں پر بھی مسح کے قائل نہ تھے۔ مگر اپنی وفات سے تین دن یا ۹ دن قبل انہوں نے خود اسطرح کے اونی موزوں پر مسح کر کے جمہور کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ (مجمع الانہر)
علماء کرام نے خفین والی حدیث کو سامنے رکھ کر اس سے یہی مطلب نکالا ہے کہ ایسے جراب جن میں چمڑے کے موزوں کی یہ صفات موجود ہوں اسکو فقہاء تنقیحِ مناط کہتے ہیں۔

مسح کرنے کا طریقہ:-

عَنْ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْاَيْمَنِ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے پیشاب فرمایا پھر وضو فرمایا۔ اور اپنے موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ پہلے اپنا دایاں ہاتھ دائیں موزے پر رکھا

وَيَدَهُ الْيُسْرىٰ عَلٰى خُفِّهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ اَعْلَا هُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً حَتّٰى اَنْظُرَ اَصَابِعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلَى خُفَّيْهِ (مصنف ابن ابی شیبه)	اور بائیں ہاتھ بائیں موزے پر رکھا پھر پڑلی کی جانب کھینچ کر ایک مرتبہ دونوں موزوں کے اوپر والے حصّہ پر مسح فرمایا یہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گویا میں ابھی دونوں موزوں پر حضور ﷺ کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اس حدیث شریف سے بالکل صاف طور پر موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ معلوم ہو گیا (الحمداللہ) یہی امت میں رائج ہے۔

خفین پر مسح کی مدت :-

عَنْ خُزَيْمَةَابْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ ثَلَاثَةُ اَيَامٍ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْماً وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ. (الترمذی)	حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کتنے وقت تک موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:- کہ تین دن رات مسافر کے لئے اور ایک دن رات مقیم کے لئے ۔(ترمذی)

یعنی اگر کوئی مسافر ہے تو تین دن اور تین رات یعنی ۷۲ گھنٹے تک مسح کر سکتا ہے۔اور اگر کوئی مقیم ہو تو وہ صرف ایک دن رات یعنی ۲۴ گھنٹے تک مسح کر سکتا ہے اور یہ مدت اس وقت سے شمار ہو گی جب وضو کر کے موزہ پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے تب سے مقیم ۲۴ گھنٹے اور مسافر ۷۲ گھنٹے تک مسح کر سکتا ہے۔

مسح کوتوڑنے والی چیزیں:-

موزوں پر مسح کوتوڑنے والی وہی تمام چیزیں ہیں جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے یعنی جب ان سے وضوٹوٹ جائے گا تو مسح بھی ٹوٹ جائے گا۔اب وضو کے ساتھ مسح بھی دوبارہ کرنا ہوگا اسکے علاوہ مدت پوری ہو جانے سے،موزہ کھلکر ٹخنے سے نیچے اتر آنے سے اور اتنا پھٹ جانے سے کہ اس سے پاؤں کی چھوٹی تین انگلیاں باہر آسکیں سے بھی مسح ٹوٹ جائے گا۔مگر ان بعد والی تینوں شکلوں میں موزے اتارکر دوبارہ پاؤں دھوکر ازسرنو موزے پہن لینے سے دوسری مدت شروع ہو جائیگی اس سلسلے کی بھی ایک حدیث دیکھ لیجئے۔

عَنْ صَفْوَانِ ابْنِ عَسَّالٍ رضؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُنَا اَنْ لَّا نَنْزَعَ خِفَافَنَا ثَلاثَةَ اَيَامٍ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِن مِنْ غَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَوْمٍ .

(رواہ ابن ماجه)

حضرت صفوان بن عسال ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فرمایا کرتے تھے۔کہ ہم اپنے موزے تین دن تک نہ اتاریں مگر غسل جنابت کیوجہ سے (یعنی اگر غسل جنابت کرنا ہو تو پھر موزے اتارنا ضروری ہے لیکن پاخانہ یا پیشاب یا نیند سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے مگر موزے اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ وضو کے وقت پاؤں دھونے کے بجائے مسح کر لینا کافی ہے (ابن ماجہ)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب غسل واجب ہو جائے تو پھر موزے اتارکر غسل کرنا ضروری ہے۔تب مسح کافی نہیں ہے نیز تین دن کا یہ حکم سفر کی حالت کے لئے ہے چونکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تین دن رات یہ مسافر کی مدت ہے،مقیم کے لئے صرف ایک دن رات ہی مسح جائز ہے۔

زخم کی پٹی پر مسح کا حکم :-

خدانخواستہ اگر کسی آدمی کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا کہیں زخم آ جائے تو اگر زخم معمولی ہی ہو اور اس کا دھونا ممکن ہو اور دھونے سے نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو پھر زخم کو دھونا ضروری ہے اور اگر اس پر پٹی بندھی ہوئی ہو اور پٹی کھول کر دھونے میں کوئی تکلیف نہ ہو تو کھول کر دھونا ضروری ہے لیکن اگر دھونا ممکن نہ ہو اور بھیگا ہوا ہاتھ پھیرنے سے بھی تکلیف ہوتی ہو تو ایسی شکل میں پٹی کے اوپر سے بھیگا ہوا ہاتھ پھیر دینا کافی ہے یہ شریعت نے رخصت دی ہے تاہم یہ بات یاد رکھیئے جب پٹی کے اوپر مسح کریں تو پھر صرف زخم والی جگہ پر ہی مسح نہیں بلکہ پوری پٹی کے اوپر مسح کریں اور تب تک کریں جب تک زخم ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر زخم اتنا اچھا ہو جائے کہ پٹی کھولکر مسح کر سکتے ہوں نہ تکلیف ہوتی ہو نہ زخم ہی کو مسح کرنے سے کوئی خرابی ہوتی ہو تو پھر پٹی پر مسح کرنا چھوڑ دیں اور زخم پر کرنے لگ جائیں اس سلسلے کی چند احادیث دیکھیئے ۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ انْكَسَرَ اِحْدٰی زَنَدَیَّ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْسَحَ عَلَی الْجَبَائِرِ (رواہ ابن ماجه)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میری کلائی کی ایک ہڈی ٹوٹ گئی تو میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں وضو میں کیا کروں ۔ تو آپؐ نے مجھے جبیرہ یعنی پٹی پر مسح کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

موجودہ دور میں پلاسٹر یا روئی کا پھایہ جو زخم پر رکھ دیتے ہیں سب کا یہی حکم ہے اسی لئے ہم نے ایک عام لفظ پٹی استعمال کیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ایک روایت ہے وَكَانَ يَمْسَحُ عَلَی الْجَبَائِرِ (الدار قطنی) کہ آپؐ جبیرہ پر مسح فرمایا کرتے تھے۔

مسئلہ:- اگر گہرا زخم آجائے پھر اس پر غسل واجب ہو جائے تو اب شریعت کی طرف سے اس کی دو رخصتیں ہیں۔

(۱) اگر غسل کرنے سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہے تو اس کو غسل کے بجائے صرف تیمّم کر لینا چاہیئے۔ اور اگر غسل سے مزید تکلیف کا کوئی اندیشہ نہیں ہے تو اس کو چاہیئے کہ زخم کے اوپر یا اسکی پٹی پر مسح کرلے اور باقی کو دھولے۔ حضورﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ سَفَرٍ فَاَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِيْ رَأْسِهٖ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ اَصْحَابَهُ فَقَالَ هَلْ تَجِدُوْنَ لِيْ رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ قَالُوْا مَانَجِدُ لَکَ رُخْصَةً وَاَنْتَ تَقْدِرُ الْمَاءَ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اُخْبِرَ بِذَالِکَ فَقَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَّا سَأَلُوْا اِذَا لَمْ يَعْلَمُوْا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ ایک سفر میں نکلے ہم میں ایک آدمی کو پتھر لگ گیا جس سے اس کے سر میں گہرا زخم لگ گیا پھر انکو احتلام ہو گیا۔ جس پر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے اسکے بارے میں سوال کیا کہ آپ لوگ میرے لئے تیمّم کی رخصت پاتے ہو؟ یعنی کیا اس حالت میں میرے لئے تیمّم جائز ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ تو نہانے پر قادر ہیں لہذا آپ کو تیمّم کی اجازت نہیں اس پر انھوں نے غسل کیا۔ اور پانی کی وجہ سے زخم بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے جب ہم واپس رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ کو اسکی خبر دی گئی حضورﷺ نے یہ سنکر فرمایا:- اللہ ان کو سمجھ دے انھوں نے تو اس

فَـاِنَّـمَا شِفَاءُ الْعَىِّ السُّوَالُ اِنَّـمَـا كَـانَ يَكفِيْهِ اَنْ يَّتَيَـمَّمَ وَيَـعْـصِـرَ اَوْ يُعَصِّبَ شَـكَ مُـوْسٰـى عَـلٰى جُرُحِهِ خِرْقَةً ثُـمَّ يَـمْسَـحُ عَلَيْهَا وَ يَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ (ابو داوٗد)	بیچارے کوقتل کر دیا۔انھوں نے پوچھ کیوں نہیں لیا جب وہ نہیں جانتے تھے نادان کی شفا پوچھ لینا اور دریافت کر لینا ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس کے لئے تیمّم کر لینا کافی تھا یا زخم پر پٹی باندھ لینا اور اس پر مسح کر لینا باقی کو دھوڈالنا۔ (ابودوٗد)

اس حدیث پاک سے بے شمار مسائل نکلتے ہیں۔مثلاً

۱-اسلام میں احترام انسانیت کس قدر ہے کہ آپﷺ کو اس غلط مسئلہ کی بتانے کی وجہ سے اتنا دُکھ ہوا کہ مسئلہ بتانے والوں کو آپؐ نے تنبیہ کے طور پر یہ فرمایا کہ تم نے اس کو قتل ہی کر ڈالا۔

۲-جس کو مسئلہ معلوم نہ ہو اسکو کسی جاننے والے سے معلوم کرنا چاہیئے۔اپنے اندازے سے قطعاً کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔

۳-اگر غسل کرنا نقصان دہ نہ ہو تو پھر زخم پر پٹی باندھ کر اس کا مسح کرنا چاہیے اور باقی جسم کو دھوڈالنا چاہیئے ورنہ تیمّم کرنا چاہیئے۔

غسل کا بیان

اسلام ایک مکمل نظام زندگی کا نام ہے۔ وہ زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ بلکہ اس نے تو انسان کی پیدائش سے لیکر موت تک اسکی زندگی میں آنے والے تمام مسائل کا حل پہلے ہی سے مرتب کرر کھا ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے طہارت و پاکی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے یہاں تک کہ پاکی اور طہارت کو آدھا ایمان کہہ دیا گیا۔ اور پاکی کے تمام شعبوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں دیکھتے آرہے ہیں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو غسل (نہانے) کا بھی مکمل طریقہ بتایا ہے۔

یہ بھی بتایا کہ غسل (نہانا) کب ضروری ہوتا ہےاور وہ کون کون سے مواقع ہیں جب نہانا ضروری تو نہیں ہے مگر نہانا بہتر اور ثواب کا باعث ہے۔

غسل کے مسائل تو تفصیلی ہیں اور مردوں وعورتوں کے مخصوص مسائل بھی ہیں جو کتب فقہ میں دیکھے جاسکتے ہیں یہاں تو مختصراً آپ ﷺ کے اس سلسلہ کے چند ارشادات پڑھ لیجئے!

غسل کرنے کا سنت طریقہ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ	حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ
كَانَ اِذَا غْتَسَلَ مِنَ	جب جنابت کا غسل فرماتے تھے تو سب سے
الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ	پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دائیں
ثُمَّ يَفْرَغُ بِيَمِينِهٖ عَلٰى	ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالکر استنجا کی
شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ	جگہ کو دھوتے پھر اسطرح وضو فرماتے جس
يَتَوَضَّأُ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ	طرح نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے تھے پھر پانی

ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِيْ اُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى اِذَا رَئٰى اَنْ قَدْ اِسْتَبْرَءَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ اَفْضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ(مسلم والبخاری)

لیکر انگلیاں بالوں کی جڑوں میں داخل فرماتے اور بالوں کی جڑیں خوب تر فرماتے یہاں تک کہ آپؐ کو یقین ہوجاتا کہ سب میں اچھی طرح پانی پہنچ گیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کے تین چلو پانی اپنے سر مبارک پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہادیتے اسکے بعد دونوں پاؤں دھوتے (مسلم، بخاری)

عَنْ عَبَّاسٍؓ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهِ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کیلئے پانی بھر کر رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دو/۲ مرتبہ یا تین/۳ مرتبہ دھویا، پھر دھویا ہوا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالکر اس سے پانی نکالا۔ اور اپنے مقام استجا پر ڈالا اور اس کو بائیں ہاتھ سے دھویا پھر اس بائیں ہاتھ کو زمین کی مٹی سے خوب رگڑ کر دھویا پھر آپؐ نے وضو فرمایا جیسا کہ نماز کیلئے وضو فرماتے تھے اسکے بعد تین مرتبہ لپ بھر بھر کر سر مبارک پر پانی ڈالا۔

مِلْأَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذَالِکَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِالْمِنْدِيْلِ فَرَدَّهٗ (البخاری واللفظ لمسلم)	پھر تمام بدن دھویا، پھر اس جگہ سے ذرا ہٹ کر آپ ﷺ نے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر میں نے آپ ؐ کو رومال دیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو واپس فرمایا(۱) ایک دوسری روایت ہے کہ رومال کے بجائے آپ ؐ نے جسم سے پانی کو جھاڑ دیا۔ (مسلم، بخاری)

بخاری شریف میں ہی ایک دوسرے مقام پر حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے جسمیں یہ ہے کہ استنجا کے بعد اگر جسم پر کوئی چیز لگی ہوئی ہو تو اُس کو دھوئے۔ غسل کے طریقہ میں جو کچھ گذرا اس میں سے بعض چیزیں ضروری ہیں جن کے بغیر غسل نہیں ہوتا ہے اور بعض سنت ہیں جن کے چھوٹنے سے غسل تو ہو جاتا ہے تاہم ثواب نہیں ملتا اب ان کا الگ الگ تفصیلی ذکر!

غسل کے فرائض:-

غسل میں تین فرض ہیں۔ (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن پر اسطرح پانی بہانا کہ پورے بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے تمام بدن کا دھونا تو اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کلی کرنا و ناک میں پانی ڈالنا اسلئے ضروری ہے کہ یہ بھی بدن کا حصّہ ہے اور حضور ﷺ سے بھی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کا چھوڑنا کبھی بھی ثابت نہیں ہے۔

حضرت میمونہ ؓ کی ایک حدیث دیکھئے:-

عَنْ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُ ؓ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ	حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت میمونہ ؓ نے بیان فرمایا کہ

(۱) یہاں آپ ﷺ نے تولیہ واپس فرما دیا تھا لیکن دوسری روایات سے ثابت ہے کہ کبھی آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے جیسا کہ وضو کے بیان میں گذرا علماء کہتے ہیں کہ سردی میں استعمال فرماتے تھے گرمی میں نہیں۔

غُسْلًا فَاَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَ اَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ اُوْتِیَ مِنْدِيْلٌ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا (البخاری)

میں نے حضورﷺ کیلئے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالکر دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنی استنجا کی جگہ کو دھویا۔ بعد ازاں اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور اس کو مٹی سے خوب رگڑ کر دھویا اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو دھو کر سر پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹ کر پاؤں دھوئے پھر آپ ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا۔ مگر آپؐ نے اس سے بدن مبارک نہ پونچھا۔ (بخاری)

امام بخاریؒ نے اس حدیث سے خاص طور سے یہ ثابت کیا ہے کہ غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔

دار قطنی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَضْمَضَةَ وَ الْاِسْتِنْشَاقَ لِلْجُنُبِ ثَلَاثًا فَرِيْضَةً یعنی رسول اللہ ﷺ نے جنبی کے لئے غسل میں تین بار کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو فرض قرار دیا ہے علماء کہتے ہیں کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تو فرض ہے۔ البتہ تین مرتبہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے چونکہ دوسری حدیثوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فرض صرف ایک مرتبہ ہے۔ ابو داؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالی سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال فرماتے رہے یہاں تک کہ جُعِلَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرّةً۔ (رواہ ابوداؤد) نمازیں تو پانچ کردی گئیں اور غسل جنابت ایک مرتبہ فرض قرار دیا گیا۔

غسل کی سنتیں

انہی حدیثوں کی روشنی میں علماء کرام نے ان چیزوں کو غسل کی سنت قرار دیا ہے۔

۱-نیت کرنا-یعنی اللہ تعالی کی خوشنودی اور اجر وثواب کی نیت کرنا۔اگر ثواب کی نیت نہیں ہوگی تو غسل تو ہو جائےگا مگر ثواب نہیں ملیگا جیسے کہ وضو کے بیان میں یہ حدیث گزر چکی ہے .اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ. (بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)

۲-پہلے دونوں ہاتھ گھٹوں تک دھونا۔۳-مقام استنجا کو اچھی طرح صاف کرنا۔

۴-غسل سے پہلے مکمل وضو کر لینا جسمیں کلی کرنا۔مسواک کرنا۔ناک میں پانی ڈالنا۔ڈاڑھی کا خلال کرنا۔وغیرہ سب مسائل ہیں۔۵-پہلے سر کے بالوں کی جڑوں کو اچھی طرح تر کر لینا۔۶-سارے بدن پر تین بار پانی بہانا۔۷-دائیں جانب پہلے ڈالنا اور بائیں طرف بعد میں۔

پردہ کی جگہ میں غسل کرنا:-

اگر غسل خانے کے اندر بند کمرے میں کوئی نہائے تو اسکے لئے اجازت ہے کہ بالکل ننگا ہو کر بھی نہا سکتا ہے۔مگر یہاں بھی ستر کی جگہ کپڑا وغیرہ باندھ لینا بہتر ہے۔مگر جو شخص باہر کھلے میدان میں نہا رہا ہو اسکے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ بالکل ننگا ہو کر سب کے سامنے نہائے اسکو لنگی باندھ کر اپنا ستر چھپا کر نہانا ضروری ہے۔ہمارے یہاں اس بارے میں بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے بعض حضرات دو/۲ چار/۴ انچ کی چڈی لگا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پردہ ہو گیا۔اس سے بالکل پردہ نہیں ہوتا ہے۔ستر کی جگہ ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے۔اسی طرح مرد مردوں کے سامنے اور عورتیں عورتوں کے سامنے برہنہ ہو جائیں اور ستر کا خیال نہ رکھیں یہ بھی حرام ہے کیوں کہ ستر کا حکم سب کے لئے یکساں ہے۔اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک دیکھیئے!

عَنْ يَعْلٰى قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَئٰى رَجُلًا يَغْسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا غْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ. (رواہ النسائی، ابوداؤد واحمد)

حضرت یعلیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلے میدان میں (برہنہ) نہاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ مسجد شریف تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کے سامنے یہ خطبہ دیا جسمیں معمول کے مطابق پہلے اللہ کی حمد وثناء کی اسکے بعد فرمایا:- اللہ تعالیٰ خود حیا فرمانے والا اور پردہ کرنے والا ہے بندوں کے لئے بھی حیاء داری اور پردہ داری کو پسند کرتا ہے۔ اس کے مطابق اسکا حکم ہے اور میں تمہیں اسکی ہدایت اور تاکید کرتا ہوں۔ کہ جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کیا کرے لوگوں کے سامنے بے پردہ ہوکر غسل نہ کرے۔ (ابوداؤد، النسائی، احمد)

رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعوٰی رکھنے والے ان ارشادات پر غور فرمائیں۔ آپ ؐ کا ایک ارشاد ہے۔ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُم اَنْ يَغْتَسِلُ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ (نسائی) ترجمہ:- جس وقت تم میں سے کوئی نہانے کا ارادہ کرے پس چاہئے کہ کسی چیز کے ذریعہ پردہ کرلے۔

ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے امت کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے تو پردہ ضروری ہے اگر کہیں تنہائی میں ہو تب بھی اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرتے ہوئے ستر کو چھپانا چاہئے۔

اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجِكَ اَوْمَامَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

سوائے اپنی بیویوں کے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو! صحابی کہتے ہیں میں نے

قُلْتُ يَارَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم | عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا حکم
اَفَرَأَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ | فرماتے ہیں ۔جب آدمی تنہائی میں ہو۔
خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ | آپؐ نے فرمایا:- پھراللہ تعالیٰ زیادہ مستحق
اَنْ يُسْتَحْيٰى مِنْهُ | ہے کہ اس سے شرم کرو۔
(الترمذی،ابوداؤد،احمد) | (ترمذی،ابوداؤد،احمد)

یعنی پیشاب پاخانہ اور جماع کے وقت تو ننگا ہونا مجبوری کی وجہ سے جائز ہے ورنہ آدمی جب تنہائی میں ہو تب بھی پردہ کرنا چاہیئے۔

موجودہ دور کی بے حیائی کے تمام ترطریقے اہل مغرب کے ایجاد کردہ ہیں ایشیاء کے مسلم تو مسلم ! غیر مسلم بھی سوڈیڑھ سوسال پہلے اس بے حیائی کا تصور نہیں کر سکتے تھے جسکے آج وہ شکار ہیں۔

خواتین کا غسل:-

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ اِنَّ | حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ مسلمانوں
اِمْرَأَةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ | میں سے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَقَالَ زُهَيْرٌ اَنَّهَا قَالَتْ | سے دریافت کیا اورآپؐ سے یوں عرض کیا یا
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّىْ | رسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اپنی
اِمْرَأَةٌ اَشُدُّ ضَفَرَرَأْسِهٖ | چوٹی کوکس کر باندھ دیتی ہوں تو کیا جنابت
اَفَاَنْقُضُهٗ لِلْجَنَابَةِ قَالَ | کے غسل کیلئے میں اس چوٹی کو کھولوں ؟
اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْفِنِىْ | آپؐ نے فرمایا:-نہیں !تمہیں اتنا ہی کافی
عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ | ہے کہ تم سر پر تین چلو پانی ڈالو۔ پھر تمام
مَّاءٍ ثُمَّ يُفِيْضِىْ عَلٰى | بدن پر پانی بہادو جب تم یہ کرلوگی تو پاک

سَائِرِ جَسَدِکِ فَاِذَا اَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ.	ہو جاؤ گی (یعنی چوٹی کھولنا ضروری نہیں)
(ابو داؤد،نسائی،ترمذی ،مسلم)	(ترمذی،ابوداؤد،نسائی،مسلم)

عورتوں کیلئے غسل کرنے کا سنت طریقہ وہی ہے جو مردوں کیلئے ہے۔صرف عورت کی کمزوری کے پیشِ نظر شریعت نے اس کو یہ اجازت دی ہے۔کہ اگر عورت نے چوٹی کر رکھی ہو اور کھولکر سر دھونے میں پریشانی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ سر کے بیچ میں تین چلو پانی ڈالکر بالوں کو انگلیوں سے تھوڑا ہلائے تا کہ انکی جڑوں میں پانی پہنچ جائے۔پھر بال کھولنے کہ ضرورت نہیں ہے جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوا۔

لیکن اگر عورت نے چوٹی نہ کی ہو بلکہ بال کھلے ہوں تو تمام سر کا اچھی طرح دھونا فرض ہے ایسے ہی اگر چوٹی تو کی ہو لیکن چوٹی اتنی سخت ہو کہ بالوں کی جڑوں میں بالکل پانی جا ہی نہ سکتا ہو تب بھی سر کھولکر دھونا ضروری ہے لیکن اسطرح کی چوٹی کرنے والی عورتیں ہزاروں میں کوئی ایک ہی ہوگی عموماً ایسے چوٹی نہیں ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں حیض ونفاس سے پاک ہوکر غسل کرنے کے بعد خواتین کے لئے خوشبو استعمال کرنا بھی مسنون ہے آپؐ نے اسکی تاکید فرمائی ہے۔

وہ چیزیں جن سے غسل فرض ہو جاتا ہے:-

غسل کو فرض کرنے والی مندرجہ ذیل پانچ چیزین ہیں۔

(۱)انزال سے غسل (۲) دخول سے غسل (۳) سونے میں احتلام سے غسل (۴) حیض کے بعد غسل (۵) نفاس کے بعد غسل

(۱) انزال سے غسل:۔

عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَجَعَلْتُ اَغْتَسِلُ حَتّٰى تَشَقَّقَ ظَهْرِى فَذَكَرْتُ ذَالِکَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ ذُكِرَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَفْعَلْ اِذَا رَأَيْتَ الْمَذِيَّ فَاغْسِلْ ذَكَرَکَ وَ تَوَضَّأْ وُضُوْئَکَ لِلصَّلٰوةِ وَاِذَافَضَحْتَ فَاغْتَسِلْ.
(رواه ابو داؤد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں ایک ایسا آدمی تھا جسکو مذی بہت آتی تھی جب مذی نکلتی میں غسل کرتا۔اور غسل کرتے کرتے میری کمر پھٹ گئی۔آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو! بلکہ جب تم کو مذی نکل آئے تو تم صرف شرمگاہ کو دھوڈالو اور وضو کرو ہاں اگر تم کو جوش کے ساتھ انزال ہوجائے تو تم پر غسل کرنا ضروری ہے۔
(ابوداؤد)

(۲) دخول سے غسل:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَاالْاَرْبَعِ وَاَلْزَقَ الْخِتَانُ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ
(رواه البخارى ومسلم و ابو داؤدوالنسائى)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور دونون شرمگاہیں مل جائیں تو اب انزال ہو یا نہ ہو غسل دونوں پر واجب ہوگیا۔
(نسائی ابوداود، بخاری، مسلم)

اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہؓ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ بعض حضرات اس کے قائل تھے کہ مرد و عورت کی محض ملاقات سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ غسل تب واجب ہوتا ہے جب انزال ہو جائے صحابہ میں سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ امی عایشہؓ کے پاس گئے اور یہ مسئلہ معلوم کرنے لگے مگر شرم محسوس ہوئی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہو جو کہنا ہے میں تو تمہاری ماں ہوں تو انہوں نے مسئلہ معلوم کیا تب امی عائشہؓ نے فرمایا جب ایک شرمگاہ دوسری شرمگاہ سے مل جائے تو انزال ہو یا نہ ہو غسل ہر حال میں فرض ہو جاتا ہے پھر اس پر امت کا اتفاق ہو گیا۔ (موطا امام مالک، مسند احمد)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ امت کا یہ اجماع (اتفاق) امیر المومنین حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

(۳) سونے میں احتلام سے غسل :-

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ اِحْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ يَرٰى اَنْ قَدْ اِحْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ الْبَلَلَ قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلِيْمٍ الْمَرْأَةُ تَرٰى

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک آدمی سو کر اٹھے اور اپنے کپڑوں پر تری دیکھے مگر اس کو خواب آنا یاد نہ ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ آپؐ نے فرمایا! اس پر غسل واجب ہے پھر آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ ایک شخص کو خواب تو یاد ہے کہ اس نے خواب دیکھا مگر اس کے جسم یا کپڑوں پر تری نہ ملے تو اس پر غسل ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس پر غسل نہیں ہے اس پر حضرت امّ سلیمؓ نے عرض کیا کہ اے رسول خداؐ اگر

ذَالِکَ اَعَلَیْھَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّمَاالنِّسَاءُ شِقَائِقُ الرِّجَالِ. (رواہ الترمذی وابو داؤد)

عورت بھی مرد کی طرح دیکھے یعنی اس کو بھی احتلام ہوجائے تو کیا اس پر بھی غسل ہے آپؐ نے فرمایا ہاں! اس پر بھی غسل واجب ہے عورتیں بھی تو مردوں کا ایک جوڑا ہیں (یعنی دونوں کا اس مسئلہ میں ایک ہی حکم ہے) (ترمذی ابوداؤد)

(۴) حیض کے بعد غسل:-

خواتین کو جو ماہواری خون آتا ہے۔ اس کو حیض کہتے ہیں۔ یہ عورت کو بالغ ہونے سے لیکر ۵۵ سال تک عموماً آتا ہے۔ بعض کو اس سے بھی زیادہ عمر تک آتا ہے۔ علماء احناف نے حضرت انسؓ کی روایت کی بنیاد پر اسکی کم سے کم مدت تین روز اور زیادہ سے زیادہ دس روز بیان کی ہے لیکن زیادہ تو اس معاملہ میں عورتوں کی عادت کو دخل ہوتا ہے کسی کو ہمیشہ تین روز کسی کو چار کسی کو پانچ یا سات روز آتا ہے۔ اور اپنی عادت کے مطابق ہی اکثر شروع ہوتا ہے۔ اور پھر خود ہی بند ہوجاتا ہے اس خون کے بند ہونے پر غسل کرنا فرض ہے اور حیض کے دنوں میں عورت کو نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا بھی جائز نہیں ہے خون بند ہونے پر روزوں کی قضاء کریگی مگر نماز کی قضاء نہیں ہے وہ سرے سے ہی معاف ہے۔

عَنْ بُھَیَّۃَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ اِمْرَأَۃً تَسْئَلُ عَائِشَۃَؓ عَنِ اِمْرَأَۃٍ فَسَدَ حَیْضُھَا وَاُھْرِیْقَتْ دَمًا فَاَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ اٰمُرَھَا

حضرت بہیّہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک عورت نے اس عورت کے بارے میں معلوم کیا جسکو پہلے تو متعین دن تک حیض آتا تھا پھر اچانک اس کا خون بگڑ گیا اور برابر جاری رہا۔

فَلْتَنْظُرْ قَدْرَمَا كَانَتْ تَحِيْضُ فِىْ كُلِّ شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيْمٌ فَلْتَعْتَدَّ بِقَدْرِ ذَالِكَ مِنَ الْاَيَّامِ ثُمَّ الْتَدْعِ الصَّلٰوةَ فِيْهِنَّ اَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ تَغْتَسِلُ ثُمَّ لَتَسْتَذْفِرُ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّىْ	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے یہ مسئلہ حضورﷺ سے معلوم کیا تو آپﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو بتاؤ کہ جب تمہارا خون بگڑا نہیں تھا ان دنوں میں ہر مہینہ میں جتنی مدت تمہیں حیض آتا تھا اس مدت کو حیض شمار کرو اور اتنے دنوں میں نماز چھوڑ دو جب یہ مدت پوری ہو جائے تو غسل کرو اور شرمگاہ پر کوئی موٹا کپڑا باندھکر نماز پڑھو
(رواہ ابوداؤد)	(ابوداؤد)

دوسری روایت میں ہے اس لئے کہ جو عادت کے بعد خون آتا ہے یہ حیض نہیں ہے یہ تو بیماری کا خون ہے۔ جو کہ رگ کے پھٹنے سے بہہ پڑتا ہے۔ (ترمذی)

(۵) نفاس کے بعد غسل :-

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بچہ کی پیدائش کے بعد زچگی میں آتا ہے۔ اس کی کم سے کم مدت کچھ بھی نہیں ہے جتنی دیر خون آئے بس وہ نفاس کا خون ہوگا۔ اور جب بند ہو جائے گا تو عورت غسل کر کے نماز شروع کر دیگی ہاں زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے چالیس دن کے بعد اگر مزید خون آجائے تو وہ نفاس کا خون شمار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ کسی بیماری کا خون ہے چالیس دن کے بعد ہر حال میں غسل کر کے نماز شروع کر دے

نفاس کی مدت میں حیض کی طرح نہ نماز پڑھ سکتی ہے، نہ روزہ رکھ سکتی ہے نفاس ختم ہونے کے بعد روزوں کی قضاء کرے گی مگر نماز کی قضاء بھی نہیں ہے بلکہ وہ معاف ہے۔ حضورﷺ سے نفاس والی خواتین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا:-

تَـنْتَظِرُ النُّفَسَاءُ اَرْبَعِيْنَ لَيْـلَةً فَـاِنْ رَأَتْ الطُّهْرَقَبْلَ ذَالِکَ فَهِیَ طَـاهِـرَةٌ وَاِنْ جَـاوَزَتِ الاَرْبَـعِيْـنَ فَهِیَ بِمَنْزِلَةِ الْـمُسْتَـحَـاضَـةِ تَغْتَسِلُ وَتُـصَـلِّـیْ.(رواه الدارقطنی والحاکم)

نفاس والی عورتیں چالیس رات تک انتظار کریں پس اگر اس مدت سے پہلے ہی پاکی دیکھیں (خون بند ہوجائے) تو وہ اپنے آپ کو پاک سمجھیں اور اگر چالیس راتوں سے خون زیادہ بڑھ جائے (یعنی برابر جاری رہے بند نہ ہو) تو وہ بیماری کا خون شمار ہوگا ایسی عورتیں چالیس دن کے بعد غسل کریں اور نماز پڑھنی شروع کرلیں۔ (دارقطنی، حاکم)

حیض ونفاس کی حالت میں نماز روزہ کا حکم:-

جیسا کہ گذشتہ روایت سے معلوم ہوگیا ہے کہ حالت نفاس وحیض دونوں میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔البتہ مدت گزرنے کے بعد روزوں کی قضاء کریگی نماز کی نہیں اس سلسلہ کی ایک اورحدیث پڑھیئے!

عَنْ مَعَـاذَةَؓ قَالَتْ اِنَّ اِمْرَأَةً سَـأَلَـتْ عَـائِشَةَؓ اَتَـقْضِـی الْـحَـائِضُ الصَّـلٰوةَ فَقَالَتْ اَحُـرُوْرِيَّةٌ اَنْـتِ لَقَـدْ كُـنَّـا نَـحِيْضُ عِنْدَرَسُوْلِ اللهِ ﷺ

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے معلوم کیا کہ حیض والی عورت کیا حیض کے بعد قضاء کریگی۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا تو حروریہ(۱) ہے؟

---

(۱) یہ ایک گمراہ فرقہ تھا جو حیض کے بعد روزہ کیطرح نماز کی بھی قضاء ضروری سمجھتا تھا حضرت عائشہؓ کا اشارہ اسی جانب ہے ۔

فَلَا نَقْضِی وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاء وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَیُّوْبِ عَنْ مُعَاذَةَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ. (رواہ ابوداود)	ہم عورتوں کو حضور ﷺ کے زمانہ میں حیض آتا تھا مگر نہ تو ہمیں نماز قضاء کرنے کا حکم تھا اور نہ ہم قضاء کرتی تھیں اس حدیث کی دوسری سند میں ہے کہ ہمیں روزہ تو قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا تھا مگر نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (ابوداؤد)

یہاں حکم اگرچہ حیض کا ہے مگر دوسری حدیثوں سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نفاس کا بھی یہی حکم ہے ۔اور اس مسئلہ میں امت کا اتفاق ہے ایک دوسرے موقعہ پر آپ ﷺ نے عورتوں کی کمزوریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ. (رواہ البخاری ومسلم)	کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے۔تو نہ تو وہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ (بخاری،مسلم)

حالت حیض ونفاس میں مجامعت :-

حالت حیض ونفاس میں مجامعت کرنا قطعاً جائز نہیں ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِیْ الْمَحِیْضِ) حالت حیض میں عورتوں سے دور رہو۔(البقرہ)

آپ ﷺ نے حالت حیض ونفاس میں مجامعت کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی غلطی سے حائضہ سے جماع کرلے تو اس کو کچھ صدقہ کرنا چاہئے۔ (ترمذی)

لیکن اس کے علاوہ عورت کے ساتھ بیٹھنا، لیٹنا جبکہ اس نے کپڑے پہنے ہوں حتّٰی کہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا سب بالکل جائز ہے۔

اس سلسلہ کا ایک ارشاد دیکھئے۔

عَنْ مَیْمُوْنَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهٖ وَهِیَ حَائِضٌ اِذَا کَانَ عَلَیْهَا اِزَارٌ اِلٰی اَنْصَافِ الْفَخِذَیْنِ اَوِ الرُّکْبَتَیْنِ تَحْتَجِزُ بِهٖ. (رواه ابو داؤد)	حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے اختلاط فرماتے تھے یعنی ساتھ سوتے تھے جبکہ وہ حائضہ ہوتی تھیں مگر وہ پردہ کے لئے رانوں تک یا گھٹنوں تک ازار باندھ لیتی تھیں (رواہ ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ حالت حیض میں عورت کے ساتھ سونا جائز ہے۔ اسی طرح دوسری روایت سے کھانا پینا بھی ثابت ہے۔ یہ جو حالت حیض میں عورت کو بعض مقام پر الگ تھلگ کرنے کا رواج ہے۔ یہ غیر مسلموں کا ہے اسلام اس کو اچھوت نہیں سمجھتا ہے ہاں اگر کسی کو گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے ساتھ نہ سونا بہتر ہے۔ کَمَا قَالَتْ عَائِشَةُؓ وَاَیُّکُمْ یَمْلِکُ اَرْبَهُ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْلِکُ اَرْبَهُ۔ ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ تم میں سے کون سا شخص ہے جو جذبات کو قابو میں رکھے جیسے اللہ کے رسول ﷺ قابو میں رکھتے تھے۔

وہ باتیں جو حالت جنابت میں جائز نہیں:-

حیض اور نفاس کی حالت میں جو چیزیں جائز نہیں ہیں ان کا ذکر تو گزر چکا اس کے علاوہ مرد یا عورت دونوں میں سے کوئی بھی جنابت کی حالت میں ہو (یعنی جب اس پر غسل فرض ہو) تو اسکے لئے مندرجہ ذیل تین باتیں جائز نہیں ہیں ۱- قرآن کریم کا چھونا ۲- قرآن کریم کا پڑھنا ۳- مسجد میں داخل ہونا۔

حالت جنابت میں قرآن کریم کا چھونا:- قرآن مجید کو بے وضو چھونا بھی جائز نہیں ہے چہ جائکہ جنبی قرآن کریم کو چھوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ. نہیں چھوتے ہیں اس کو مگر پاک لوگ ہی (الواقعہ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرِبْنِ حَزْمٍ رض اَنَّ فِیْ الْکِتَابِ الَّذِیْ کَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَمْرِوبْنِ حَزْمٍ اَلَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ. (رواہ الامام مالک)

حضرت عبداللہ ابن ابوبکر ابن حزم رض سے روایت ہے کہ وہ خط جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن حزم کے لئے لکھا تھا اس میں اور باتوں کے علاوہ یہ حکم بھی تھا کہ نہ چھوئے قرآن کریم کو مگر پاک آدمی ہی۔ (موطا امام مالک)

اس پر امت کا اتفاق ہے۔ البتہ علماء کرام نے لکھا ہے اگر کسی مجبوری میں بے وضو قرآن کریم چھونا پڑ جائے تو کوئی پاک کپڑا ہاتھ میں لے پھر اس میں قرآن کریم کو پکڑے تو یہ جائز ہے مگر اپنے بدن کے پہنے ہوئے کپڑے سے نہ چھوئے، بلکہ بدن سے علٰحدہ کپڑے سے چھوئے۔

حالت جنابت میں قرآن کریم کا پڑھنا:-

جنابت کی حالت میں ایسے ہی نفاس کی حالت میں اور حیض کی حالت میں قرآن کریم کا جسطرح چھونا جائز نہیں ہے اسی طرح اسکا پڑھنا بھی درست نہیں ہے البتہ اگر کوئی معلّمہ ہو تو اسکے لئے آدھی آدھی آیت یعنی لفظوں کو کاٹ کر بلا سلیس کے پڑھنا بوقت مجبوری جائز ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْأً مِنَ الْقُرْاٰنِ. (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

حیض والی عورت اور جنبی آدمی قرآن کریم نہ پڑھیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس پر بھی امت کا اتفاق ہے۔

حالت جنابت یا حیض ونفاس میں مسجد میں داخل ہونا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے گرداگرد ابتدا میں کچھ ایسے حجرے بنائے گئے تھے جنکے دروازے مسجد میں نکلتے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر دو۔ صحابہ کرامؓ ابھی انتظار کررہے تھے کہ شاید اس سلسلہ میں کوئی رخصت نازل ہوجائے مگر آپؐ نے دوبارہ یہ ارشاد فرمایا:-

وَجِّهُوْا هٰذِهٖ عَنِ الْمَسَاجِدِ فَاِنِّیْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ

ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر دو اسلئے کہ میں حائضہ اور جنبی کیلئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں قرار دیتا ہوں۔

(رواہ ابوداؤد) (ابوداؤد)

اگر کوئی حالتِ اعتکاف میں مسجد کے اندر سویا ہوا اور اس کو غسل کی حاجت ہوجائے تو تیمّم کرکے باہر نکلے۔

وہ چیزیں جنکا حالت جنابت میں کرنا جائز ہے:-

١-سلام، مصافحہ اور استغفار:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَمَشَیْتُ مَعَهٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَیْتُ الرَّحلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مجھے راستے میں رسول اللہ ﷺ مل گئے جبکہ میں جنبی تھا پس آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چلنے لگ گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک مقام پر بیٹھ گئے تو میں چپکے سے کھسک گیا اور گھر جاکر غسل

وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَااَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُوْمِنَ لَايَنْجِسُ.

(رواه البخاری ومسلم)

کیا پھر واپس آیا تو آپؐ وہاں ہی تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:-ابو ہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے معاملہ عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا:-سبحان اللہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، مسلم)

گویا آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ سلام و جواب بھی ہوا ہوگا ایک اور روایت دیکھئے:-

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهٗ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ فَقَالَ اِنِّىْ جُنُبٌ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيْسَ بِنَجَسٍ.

(رواه ابوداؤد)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں رسول پاک ﷺ مجھے ملے (اور میں اس وقت جنبی تھا) پس آپؐ مجھ سے ملنے کیلئے آگے بڑھے تو میں نے عرض کیا! حضرت! میں جنبی ہوں آپؐ نے فرمایا:-مسلمان ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

,,مسلمان ناپاک نہیں ہوتا،، کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ جنبی ہونا ایک معنوی ناپاکی ہے اس سے جسم ظاہری طور پر ناپاک نہیں ہوتا ہے اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔علامہ نودیؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جنبی کا جسم ظاہری طور پر ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ اگر اس سے کوئی لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہو جائے (شرح مسلم) بہرحال انہی روایات کی بناء پر علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنبی کیلئے مصافحہ کرنا، سلام کرنا، اور سلام کا جواب دینا نیز قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ اور کوئی دعا استغفار کرنا جائز ہے۔مگر قرآن کریم کی تلاوت نہ زبانی جائز ہے اور نہ دیکھ کر! اور یہی حکم حیض ونفاس والی خواتین کا بھی ہے کہ تلاوت کے علاوہ دعاء استغفار درست ہے، بلکہ بعض اکابر فرماتے ہیں کہ ان کو نماز کے وقت ان ایام میں خاص طور سے دعا واستغفار کرنا چاہیے! تاکہ نماز کی عادت برقرار رہے۔حضرت عقبہ

بن عامرؒ،حضرت عطاؒ ،حضرت مکحولؒ ،حائضہ خواتین کوحکم دیتے تھے کہ وہ نماز کے وقت وضوکر کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھ کر تسبیح ،استغفاراور ذکرالٰہی کریں (دارمی شریف صفحہ۲۳۲)

کھانا پینا:۔

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِذَااَرادَ اَنْ یَّاْکُلَ اَوْیَنَامَ تَوَضَّأَ تَعْنِیْ وَھُوَجُنُبٌ.
(ابو داؤدو البخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب حالت جنابت میں کچھ کھانا چاہتے یا سونا چاہتے تو وضوفرما لیتے۔
(ابوداؤد)

یہ صورت اکثر رمضان المبارک میں پیش آجاتی ہے غسل واجب ہوجاتا ہے پھرسحری کھانے سے پہلے غسل کرنا مشکل ہوجاتا ہے تو ایسے آدمی کو آپؐ کے اس عمل سے روشنی حاصل کرتے ہوئے غسل کے بجائے صرف وضوکر کے سحری کھالینی چاہیئے پھرغسل کرنا چاہیئے !

بلکہ اگر وقت بالکل کم رہ جائے اور وضوکرنے کی بھی گنجائش نہ ہوتو ہاتھ دھوکراورکلی کر کے بھی کھانا کھالینا درست ہے۔ابوداؤد شریف میں آپ ﷺ کا بھی کسی وقت کا یہی عمل ذکرکیا گیا ہے موطاامام مالک میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ پر جب غسل واجب ہوجاتا پھروہ کچھ کھانا چاہتے تو منہ اور ہاتھ دھولیتے اورسر کا مسح کرلیتے (یعنی مکمل وضونہ کرتے) پھرکھانا کھالیتے

۳۔بغیرغسل کے سونا:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّہٗ قَالَ ذَکَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَابِ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ تُصِیْبُہٗ الْجَنَابَۃُ مِنْ الَّیْلِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ رات کو مجھے غسل واجب ہوجائے تو میں کیا کروں؟ (یعنی کیا فوراً ہی غسل کرنا فرض ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔وضوکرو!اوراپنے مقام

تَوَضَّأْ وَ اغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. استنجاء کو دھوڈالو پھر سوجاؤ۔

(رواہ البخاری ومسلم) (بخاری، مسلم)

خود رسول اللہ ﷺ کا بھی اکثر تو یہی معمول تھا کہ غسل واجب ہو جاتا تو فوراً ہی غسل فرما لیتے لیکن کبھی کبھی وضو کر کے بھی سو جاتے پھر تہجد سے پہلے غسل فرماتے۔

عَنْ عَائِشَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ. حضرت عایشہ ؓ فرماتی ہی کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے وضو فرما لیتے تھے۔(یعنی جب غسل کی حاجت ہوتی)

(رواہ الترمذی) (ترمذی)

لیکن یہ مسئلہ کہ جب غسل واجب ہو جائے پھر سونے سے پہلے وضو کرنا یہ فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ بہتر اور افضل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضو ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا جنبی آدمی سو سکتا ہے تو آپ ؐ نے فرمایا:-نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ اِنْ شَاءَ. (ابن حبان) جی ہاں سو سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو وضو کر لے۔

لیکن بہتر یہی ہے کہ کم از کم وضو کرے اور غسل میں خوامخواہ اتنی تاخیر کرنا کہ نماز فجر قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو جائے انتہائی بری بات ہے آپ ؐ کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَاكَلْبٌ وَلَاجُنُبٌ. حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جسمیں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔

(رواہ ابو داؤد والنسائی) (ابوداؤد،نسائی)

طبرانی میں حضرت میمونہ بنتِ سعد ؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:-میں جنبی کیلئے بے وضو سونا ناپسند کرتا ہوں چونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو اس حالتِ جنابت میں موت آجائے۔

اگر ایک ہی رات میں کئی دفعہ غسل واجب ہو جائے تو......

اگر ایک ہی رات میں کئی بار غسل واجب ہو جائے تو ایسے موقع کیلئے آپ ﷺ سے تین عمل ثابت ہیں۔ کسی پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے ا- ہر مرتبہ کیلئے علٰحدہ علٰحدہ غسل کرے یہ بہت افضل و بہتر ہے حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ ایک ہی رات میں کئی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک کے پاس علٰحدہ غسل فرمایا میں نے عرض کیا کہ آپ ؐایک ہی غسل کیوں نہیں فرماتے تو آپ ؐ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا:- **فَقَالَ هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ** ۔ یہ پاکیزہ ہے اور نہایت ہی پاک طریقہ ہے۔ (ابوداؤد)

۲- ہر مرتبہ غسل واجب ہونے کے بعد وضو کرلے۔ یہ اوپر والے طریقہ سے ادنیٰ، لیکن افضل طریقہ ہے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- **اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوْءً.** جب تم میں سے کوئی اپنے اہل خانہ کے پاس آئے اور پھر دوبارہ جانا چاہے تو ان دونوں کے بیچ اسکو اچھی طرح وضو کر لینا چاہیے! (مسلم شریف)

۳- تیسری صورت یہ ہے کہ صرف آخر میں ایک مرتبہ ہی غسل کر لے یہ بھی جائز ہے! حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ کا کسی وقت کا عمل بیان کرتے ہیں۔ **يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ** ۔ آپ ﷺ ایک ہی غسل کے ذریعہ کئی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے (یعنی آخر میں ایک ہی غسل فرمایا) (بخاری، مسلم، ترمذی)

نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ؐ سے اس رخصت والے عمل کو اس طرح بیان فرماتی ہیں۔ **يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُوْدُ وَلَا يَتَوَضَّأُ.** آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے پھر کبھی کبھی بغیر وضو کے ہی دوبارہ تشریف لے جاتے (طحاوی شریف)

لیکن آپ ﷺ کا اکثری عمل کم از کم درمیان میں وضو فرمانے کا تھا۔

وہ چیزیں جن کے لئے غسل کرنا سنت یا مستحب ہے:-

فرض غسل کے علاوہ کچھ صورتیں وہ ہیں کہ ان میں غسل کرنا سنت ہے۔یعنی نبی ﷺ نے خود بھی ایسے موقعوں پر غسل فرمایا ہے۔اور اُمت کو بھی غسل کرنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ ۱-جمعہ کی نماز کیلئے ۲-دونوں عیدوں کی نماز کیلئے ۔۳-حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے ۔۴-حاجی کو عرفہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد۔۵-مکہ و مدینہ میں داخل ہوتے وقت ان پانچ صورتوں کے علاوہ کچھ صورتیں وہ ہیں جن میں غسل کرنا مستحب ہے۔اسلام قبول کرنے کے لئے ۔۲-جنون اور بے ہوشی دور ہونے کے بعد۔۳-شعبان کی پندرھویں رات میں، (۴)مردے کو نہلانے کے بعد۵-کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے ۔۶-کسی محفل میں جانا کیلئے ، عام حالت میں صاف ستھرا رہنے کے لئے اور جسم سے بدبو و میل دور کرنے کے لئے بھی نہانا مستحب ہے چونکہ اسلام پاک رہنے کے ساتھ ساتھ صاف ستھرا رہنے پر بھی زور دیتا ہے اس میں جمعہ کے غسل کی بہت تاکید آئی ہے بعض حضرات کے نزدیک تو یہ واجب کے درجہ تک ہے۔مگر جمہو علماء کرام کے نزدیک سنت ہے۔ان تمام مواقع کی حدیثیں انہی عنوٰنات کے تحت درج کی جائیگی البتہ جمعہ وعیدین کی چندروایات مبارکہ پڑھ لیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاکٌ وَیَمُسُّ مِنَ الطِّیْبِ مَا قَدَرَ (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بالغ آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کرے،مسواک کرے ،اور جتنا ہو سکے خوشبو لگائے (مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ انَّہٗ کَانَ یَغْتَسِلُ قَبْلَ انْ یَغْدُوَاِلَی الْعِیْدِ (روی فی المؤطین)

حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ عیدگاہ جانے سے پہلے غسل فرمایا کرتے تھے ۔ (موطا مالک ومحمد)

استحاضہ اور اس کے مسائل

جب کسی بیماری کیوجہ سے حیض کے دنوں کے علاوہ یا حیض کی مدت گذر جانے کے بعد بھی خون آتا رہے تو اس خون کو استحاضہ کہتے ہیں ۔استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ وہ تمام کام جو حیض میں جائز نہیں وہ استحاضہ میں درست ہیں مثلاً قرآن کریم کو چھونا،مسجد میں داخل ہونا اور مجامعت نیز حیض کے دنوں میں نماز وروزہ ناجائز ہے جبکہ استحاضہ میں نماز اور روزہ فرض ہیں اور انکا ترک کرنا جائز نہیں۔لیکن جن خواتین کو یہ تکلیف ہو تو وہ حیض واستحاضہ میں کس طرح فرق کریں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی پڑھیئے:-

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ ؓ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ اِنَّ اِمْرَأَةً كَانَت تُهْرَاقُ الدِّمَاءَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلْمَةَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِیْ وَ الْاَيَّامِ الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ تُصِيْبَهَا الَّذِیْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذَالِكَ مِنْ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذَالِكَ ثُمَّ لْتَسْتَثْفِرْ ثُمَّ لْتُصَلِّ	زوجہ رسول اللہ ﷺ حضرت امّ سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت کو مسلسل خون آتا تھا اسکے لئے حضرت امّ سلمہ ؓ نے مسئلہ معلوم کیا تو آپ ؐ نے فرمایا:-اس کو چاہیئے کہ اس بیماری سے پہلے اس کو جتنے دن اور رات خون آتا تھا اتنے دن کی نمازیں چھوڑ دے پس جب وہ دن گزر جائیں پھر اسکو چاہیئے کہ ستر پر کوئی کپڑا باندھ لے اور نماز پڑھے۔
(رواہ ابوداود ابن ماجۃ والنسائی)	(ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ)

یعنی جس عورت کو مسلسل ہی خون آنے لگ جائے تو اس سے پہلے مہینہ کو دیکھے جبکہ اس کا خون

ابھی بگڑا نہیں تھا پس جتنے دن اس مہینہ میں خون آتا تھا اتنے دنوں کو تو حیض شمار کرے اور ان میں نماز نہ پڑھے اور جب وہ دن گزر جائیں تو کپڑا باندھ کر نماز پڑھے لیکن ان دنوں میں وضو کا کیا حکم ہے اسکے لئے ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ عَدِیِّ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَیَّامَ اَقْرَأِهَا الَّتِی كَانَت تَحِیْضُ فِیْهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَتَصُوْمُ وَتُصَلِّیْ. (رواه ابوداؤد والنسائی والترمذی)

حضرت عدی ابن ثابتؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے استحاضہ والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اتنے دن نماز چھوڑ دے جتنے دن اس کو اس بیماری سے پہلے خون آتا تھا اس کے بعد غسل کرکے پاک ہو جائے پھر ہر نماز کے وقت وضو کرلے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ (ابوداؤد،نسائی،ترمذی)

یعنی ایک مرتبہ غسل کرکے پاک ہو جائے پھر باقی دنوں میں جو مسلسل خون آرہا ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اسکے لئے ہر نماز کے وقت ایک مرتبہ وضو کرلے پھر نماز پڑھتی رہے اور خون کی کوئی پروانہ کرے لیکن اس طرح کی بیماری والی خواتین کی کئی ایک قسمیں ہیں۔

مستحاضہ کی قسمیں اور انکے احکام:-

حیض اور استحاضہ کے مسائل میں سب سے زیادہ دخل خواتین کی عادت کو ہے اس لئے انہیں اپنی عادت ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔خواتین کی عادت کے اعتبار سے خون بگڑنے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔جس عورت کومثلا ہر ماہ ۳ یا ۴ یا ۵ یا ۶ دن حیض آتا تھا پھر اچانک ایک مہینہ اس کو اس مدت سے زیادہ آنے لگا تو وہ دس دن تک تو انتظار کرے نماز نہ پڑھے پھر اگر ۷ دن یا ۸ دن یا ۹ دن یا ۱۰ دن کے بعد خون بند ہو جائے۔تو اب غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کر دے اور یہ جتنے دن اس مہینہ کے اس کو خون زیادہ آیا ہے یہ حیض ہی شمار ہوگا اور سمجھا جائیگا کہ اب عادت بدل گئی ہے۔لیکن اگر دس دن کے بعد بھی بند نہ ہو بلکہ ۱۱ دن یا ۱۲ دن یا اس سے بھی زیادہ خون آجائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ حیض تو بس اتنے ہی دن تھا جتنے دن پرانی عادت تھی یہ جو زیادہ دن آیا ہے یہ استحاضہ ہے یعنی کسی بیماری کا خون ہے۔لہذا جیسے ہی دس دن سے یہ تکلیف آگے بڑھے تو فوراً غسل کر کے نماز شروع کر دے اور پرانی عادت کے دنوں کے بعد جتنے دن اس مہینہ زیادہ خون آیا ہے اتنے دن کی نماز قضاء کرے۔

۲۔جس عورت کو پہلے تو چند متعین دن ہر مہینہ خون آیا تھا پھر اچانک ایک مہینہ تکلیف ہو گئی اور اب خون بند ہوتا ہی نہیں بلکہ مسلسل آتا ہی رہتا ہے تو اس کو ہر مہینہ اپنی عادت کے دنوں کو حیض شمار کرنا چاہیئے اسکے بعد ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیئے اوپر والی حدیث میں اسی قسم کا حکم ہے۔خواہ اس صورت حال میں کتنے ہی دن کیوں نہ گزر جائیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحشؓ کو سات سال تک استحاضہ کا خون آتا رہا ان کو یہی حکم تھا کہ اپنی عادت کے دن حیض شمار کر کے ان میں نماز نہ پڑھیں اور جب وہ دن گزر جائیں تو نماز پڑھیں۔(ابوداؤد)

۳۔جس عورت کو اپنی سابقہ عادت بھول جائے وہ غور و فکر کرے پھر جسطرف اس کا غالب گمان ہو جائے اس پر عمل کرے مثلاً شک تو ہے لیکن زیادہ گمان یہ ہے کہ جب میں ٹھیک تھی تو مجھے پانچ روز خون آتا تھا بس آئندہ ہر مہینہ پانچ دن کو حیض شمار کرے اور باقی پچیس دن کو استحاضہ لہذا جب وقت آئے تو وضو کر کے نماز پڑھے۔

۴۔جس عورت کو عمر میں پہلا حیض آیا پھر مسلسل ہی خون آتا رہا اور دس دن کے بعد بھی بند

نہیں ہوا تو ایسی عورت کیلئے احادیث میں صراحت سے کوئی حکم بیان نہیں ہوا ہے اسلئے فقہاء کرام کی رائیں بھی مختلف ہیں، احناف کے نزدیک اسکو دس دن تک تو حیض شمار کرنا چاہیئے اسکے بعد استحاضہ اور اگر اسکے بعد مسلسل یہ تکلیف رہے تو ہر مہینہ کے پہلے دس دن حیض ہوں گے باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔

۵- نفاس کے متعلق جیسا کہ پیچھے بیان ہوا تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اسکی کم سے کم کوئی مدت نہیں جب بند ہو جائے تو عورت اپنے آپ کو پاک سمجھے غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ خون بند ہوتے ہی نماز فرض ہو جاتی ہے۔ اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی جمہور علماے کرام کے نزدیک چالیس دن ہے لہذا اگر کسی خاتون کو چالیس دن کے بعد بھی خون آئے تو وہ نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اس پر چالیس دن کے بعد نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر خون مسلسل آتا ہو تو چالیس دن پورے ہونے پر غسل کرے اس کے بعد جب بھی نماز کا وقت آئے تو ایک مرتبہ وضو کر لے پھر اس وقت کے اندر جو بھی نماز چاہے پڑھے۔

جیسا کہ مستدرک حاکم اور دار قطنی کے حوالہ سے آپ ؐ کا یہ ارشاد گزرا کہ۔ نفاس والی عورتیں چالیس دن تک انتظار کریں پس اگر چالیس دن پہلے خون بند ہو گیا تو وہ پاک ہیں اور اگر چالیس دن سے بڑھ جائے۔

فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تو وہ استحاضہ کا خون شمار ہوگا اب غسل کر کے
تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ فَاِنْ غَلَبَهَا نماز پڑھیں اور اگر اب بھی خون مسلسل آتا
الدَّمُّ تَوَضَّأَتُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ. ہے تو ہر نماز کیلئے وضو کر لیا کریں۔

یعنی پھر چاہے خون آتا رہے اس سے وضو نہیں ٹوٹیگا جب تک اس نماز کا وقت رہے البتہ دوسری نماز کے وقت مستقل علیحدہ وضو کرنا پڑے گا اور یہ وضو تیسری نماز تک رہے گا۔

معذور کا حکم:-

یہ حکم ''کہ نماز کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کر لے'' صرف استحاضہ والی عورت ہی کا نہیں

بلکہ ہراس آدمی کا ہے جس کا وضونہیں رہ سکتا۔مثلاً کسی کوزخم ہے جسکی وجہ سے مسلسل خون بہتا ہے یا کسی کومسلسل ریح خارج ہوتی ہے ، یا مسلسل پیشاب کے قطرے آتے ہیں یا، مسلسل نکسیر بہہ رہی ہواور عذرا تنا شدید ہوکہ چار رکعت نماز پڑھنے تک بھی وضو نہ رہ سکتا ہوتو ایسے لوگوں کومعذور کہتے ہیں اوران کا یہی حکم ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آئے تو وہ ایک مرتبہ تازہ وضوکرلیں پھر جب تک نماز کا وقت باقی ہوتب تک اس وضو سے جو فرض ونفل نماز چاہیں پڑھ سکتے ہیں اس عذر کیوجہ سے وضونہیں ٹوٹیگا ۔ہاں اگر کوئی اور نواقض وضو پیش آجائے تو وضوٹوٹ جائیگا ،ایسے لوگوں کیلیئے لازم ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آئے تازہ وضوکرلیں ۔

تیمّم

تیمّم اوراسکی مُشروعیت

تیمّم عربی میں نیت اورارادہ کرنے کو کہتے ہیں لیکن شریعت میں پاک مٹی پر ہاتھ مارکر منہ اور ہاتھوں پر پھیرنے کوتیمّم کہتے ہیں جبکہ ایسا اللہ کی خوشنودی اور پاکی حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے ۔اگر انسان کو پانی میسر نہ ہو یاپانی موجودتو ہومگر استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو اور اس حالت میں وضو یاغسل کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ایسے حالات میں اللہ نے انسان کو پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے۔تاکہ دربارخداوندی میں حاضری کا جواحترام اورتقدس ایمان والوں کے دلوں میں نقش تھا وہ برقراررہے ، نیز بے وضو ناپاکی کی حالت میں حاضری کی بے ادبی کا خوف بھی موجود رہے اور زیادہ بہترتو اپنے دین کی حکمتوں کو پروردگار ہی جانتا ہے ۔تیمّم کی اجازت اللہ تعالٰی نے کب کہاں اورکیسے حالات میں ایمان والوں کوعنایت فرمائی تھی ۔امّی عائشہ صدیقہؓ کی زبانی مسلم وبخاری شریف کی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں ۔

عَـنْ عَائِشَةَؓ قَالَ خَرَجْنَا	حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ہم
مَـعَ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ	لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے
بَـعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا	(غزوہَ ذات الرقاع میں) یہاں تک کہ
كُنَّـابِـالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ	جب ہم خیبر کے راستہ میں مقام بیداء یا مقام
الْـجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ	ذات الجیش پر پہونچے تو میرے گلے کا ہار
فَــاَقَــامَ رَسُــوْلُ اللّٰهِ	ٹوٹ کر گم ہوگیا جسکی اطلاع میں نے حضور
ﷺ عَـلٰى اِلْتِـمَاسِهٖ وَ	ﷺ کو دی پس آپ ؐ اسکو تلاش کرنے کیلئے
اَقَـامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا	رک گئے اور آپکے ہمراہ اورلوگ بھی رک گئے
عَـلٰى مَـاءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى	مگر یہاں پانی کا کوئی انتظام نہ تھا تو کچھ لوگ
اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالُوْا اَلَاتَرٰى اِلٰى	میرے والد ماجد حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور
مَـاصَنَعَتْ عَائِشَةُ بِرَسُوْلِ	انسے کہا جناب! آپ نہیں دیکھتے ہیں آپ کی بیٹی
اللّٰهِ ﷺ والـنَّـاسِ مَعَـهٗ	عائشہؓ نے کیا کیا انہوں نے ہار گم کرکے
وَلَيْسُـوْاعَـلٰى مَـاءٍ وَلَيْـسَ	حضور ﷺ اورتمام لوگوں کو یہاں ٹھہرنے پر
مَــعَهُــمْ مَــاءٌ فَـجَــاءَ	مجبورکردیا ہے حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی
اَبُــوْبَــكْــرٍوَرَسُــوْلُ اللّٰهِ	لوگوں کے پاس پانی ہے پس والدمحترم حضرت
ﷺ وَاضِـعٌ رَأْسَــهٗ عَـلٰى	ابوبکرؓ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت
فَـخِـذِيْ قَـدْنَـامَ ،فَـقَــالَ	رسول اللہ ﷺ میری ران پرسرمبارک رکھ کرآرام
حَبَسْــتِ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ	فرمارہے تھے ۔ انہوں نے فرمایا:۔تم ہی روکنے
وَالـنَّــاسَ وَلَيْسُـوْا مَعَهُـمْ	کا باعث بنی ہو جبکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ لشکر کے
مَـاءٌقَـالَـتْ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ	پاس پانی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں والد
	ماجد نے مجھے خوب ڈانٹا اور جو کچھ خدا کو

مَاشَآءَاللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ
يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ
فَلَايَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ
اِلَّامَكَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
ﷺ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى
اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ
فَاَنْزَلَ عَزَّوَجَلَّ اٰيَةَ
التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ
اُسَيْدُابْنُ الْحُضَيْرِ وَهُوَ
اَحَدُ النُّقَبَاءِ مَاهِيَ بِاَوَّلِ
بَرَكَتِكُمْ يَااٰلَ اَبِيْ
بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا
الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ
فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.
(واہ البخاری ومسلم)

منظور تھا مجھے کہا غصہ میں میرے پہلو میں مجھے کچوکے لگانے لگے لیکن رسول اللہ ﷺ چونکہ میری ران پر سر مبارک رکھے آرام فرمارہے تھے اسلئے میں نے حرکت نہیں کی تاکہ آپؐ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ پس رسول اللہ ﷺ سوتے رہے، اور صبح ایسی حالت اور ایسے مقام پر کی جہاں پانی کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کیا۔ تو اسید ابن حضیرؓ نے (جو کہ ان انصار میں سے تھے جنھوں نے ہجرت سے پہلے حضور ﷺ سے بیعت کی تھی) فرمایا:- اے آل ابوبکرؓ یہ تیمّم کا حکم نازل ہونا تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی تمہارے ذریعہ امت کو بے شمار برکتیں حاصل ہوچکی ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد جب وہ اونٹ اٹھایا گیا جو میری سواری میں تھا تو میرا ہار اسی کے نیچے پڑا ہوا مل گیا (مسلم، بخاری)

تیمّم کے متعلق قرآن کریم میں ذرا سے فرق کے ساتھ دو جگہ حکم نازل ہوا ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس ارشاد میں کہ "تیمّم کی آیت نازل ہوئی" سے مراد سورہ نساء کی آیت ہے۔ **وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْعَلٰى سَفَرٍاَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْابِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّاغَفُوْرًا(النساء)** ترجمہ اگر تم بیمار ہو (اور پانی کے استعمال کی

ہمت نہ ہو) یاتم سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی شخص قضاء حاجت کر کے آئے، یاتم نے بیوی سے قربت کی ہو۔ اور تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمّم کرلیا کرو۔ یعنی اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھ پر پھیر لیا کرو۔ یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا ہے (سورہ نساء) یہی آیت ذرا سے فرق کے ساتھ سورۃ مائدہ میں بھی ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر یہی سورۃ نساء کی آیت نازل ہوئی تھی اور سورہ مائدہ بعد میں۔

وہ صورتیں جن میں تیمّم کرنا جائز ہے

(ا) پانی نہ ملنا:-

جب انسان کو پانی نہ ملے یا اتنا کم پانی ملے کہ اس سے وضو یا غسل نہ ہوسکتا ہو جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ وحدیث نبوی ﷺ میں گزرا البتہ پانی کو اپنے اردگرد خوب تلاش کرنا ضروری ہے جب نہ ملے تو تیمّم کرلے (ا)۔ اور پانی نہ ملنے کے حکم میں ہی یہ شکلیں داخل ہیں۔

الف- پانی موجود ہے مگر اسکے پاس کوئی موذی جانور ہے جو وہاں جانے نہیں دیتا۔

ب-کوئی دشمن یا گھر سے باہر ڈاکو ہیں اور انکے خطرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔

ج- کنواں ہے مگر ڈول یا رسی نہیں ہے۔

د- پانی تو پاس موجود ہے مگر خطرہ ہے کہ اگر اس سے وضو کرلیا تو پینے کیلئے یا کھانا پکانے کیلئے باقی نہیں رہے گا۔

ہ- پانی کسی دوسرے سے قیمتاً مل رہا ہے مگر وہ حد سے زیادہ قیمت مانگ رہا ہے اور اتنی رقم ہے نہیں۔

و- ریل گاڑی میں یا ہوائی جہاز میں آدمی سفر کر رہا ہے اور وہاں پانی موجود نہیں ہے، نیچے نظر تو آتا ہے مگر سواری سے اترنے کی گنجائش نہیں ہے، مثلاً سواری مسلسل چل رہی ہے۔ یا رُکی ہے مگر نیچے اترنے سے چھوٹ جانیکا قوی اندیشہ ہے۔

(ا) کتنی دوری تک تلاش کرے اس سلسلہ میں کوئی واضح روایت نہیں ہے۔ اسی لئے فقہاء میں اختلاف ہوا ہے فقہاء احناف کے نزدیک اگر بستی میں ہے تو امکانی حد تک تلاش کرے اور اگر سفر میں ہو غور کرے اگر اسکا گمان ہو کہ پانی ایک میل کے اندر ہے اور راستہ میں کوئی خطرہ بھی نہیں ہے تو پانی کی تلاش کرنا ضروری ہے ورنہ نہیں، مالکیہ کے نزدیک یہ مسافت ۲ میل اور شوافع کے نزدیک ڈیڑھ میل ہے اور حنابلہ کے نزدیک جسکو عرف عام میں دوری کہا جاسکے

ز- پانی موجود ہے مگر خود اٹھکر لے نہیں سکتا اور دوسرا کوئی اسکو دینے والا نہیں۔

ح- وضو کرنے میں کسی ایسی نماز کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو جسکی قضاء نہیں ہوسکتی۔ مثلاً عیدین۔ نماز جنازہ۔ یہ تمام صورتیں پانی نہ ملنے کی ہیں ان میں وضو کی جگہ تیمّم کریگا اور غسل فرض ہو تو غسل جنابت کی جگہ بھی تیمّم ہی کافی ہے۔

حضرت ابوذرؓ کا ایک طویل واقعہ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بکریاں چرانے کیلئے جنگل تشریف لے گئے۔ جہاں انکو غسل کی حاجت ہوگئی انکے پاس پانی نہیں تھا۔ لہذا انہوں نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھی پھر آپؐ سے تمام واقعہ ذکر کیا آپؐ نے پہلے انکو غسل کے لئے پانی دیا پھر فرمایا:-

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَاذَرٍّ اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طُهُوْرٌ وَاِن لَّمْ تَجِدِ الْمَاءَ اِلٰى عَشْرِ سِنِيْنَ (ابو داؤد، ابن ماجة، النسائی)

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- اے ابوذرؓ یقیناً پاک مٹی پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اگرچہ تجھے دس سال تک پانی نہ ملے (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی)

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَءٰى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ تُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ کہ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کی تو آپؐ نے فرمایا اے فلاں۔ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں مل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے مٹی سے تیمّم کر لینا کافی ہے (بخاری، مسلم)

انہی روایات سے علماء نے استدلال کیا ہے۔اور یہ مسائل نکالے ہیں؟ کہ جب ایک مرتبہ نماز ادا کرنے کیلئے یا سجدہ تلاوت یا نماز جنازہ وغیرہ کیلئے تیمّم کرلیا تو اس سے ہر وہ کام کرنا جائز ہے جو وضو کر کے جائز ہوتا ہے مثلاً قرآن کریم چھونا فرض یا نفل نماز ادا کرنا وغیرہ ایسے ہی ایک مرتبہ تیمّم کرنے کے بعد جب تک تیمّم ٹوٹ نہ جائے اس تیمّم سے جتنی نمازیں چاہیں ادا کر سکتے ہیں مثلاً عصر کے تیمّم سے مغرب عشاء کی نماز پڑھ سکتا ہے جب تک کوئی ایسی چیز پیش نہ آئے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نیز جب تک پانی نہ ملے۔تیمّم کر کے نمازیں پڑھتا رہے خواہ مخواہ وسوسوں اور شک میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔چاہے اس میں کئی سال گذر جائیں۔جیسا کہ حضورﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ خواہ اس حال میں دس سال گزر جائیں۔

البتہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جسطرح ایک وضو سے کئی فرض نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں لیکن ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرنا افضل ہے۔اسی طرح ایک تیمّم سے کئی نمازیں تو پڑھ سکتے ہیں لیکن ہر نماز کیلئے تازہ تیمّم مستحب ہے۔(الدار قطنی ،باسناد ضعیف)

پانی نہ ملنے کی مذکورہ شکلوں کے علاوہ ایک شکل قید و بند بھی ہے یعنی اگر کوئی گرفتار ہو جائے اور حکام اسکو وضو کیلئے پانی نہ دیں،تب بھی تیمّم کافی ہوگا۔جیسا کہ زیر حراست حضرات کو بعض دفعہ ۲۔۲،۳۔۳،سال تک وضو کیلئے پانی نہیں ملتا ہے۔

(۲) بیماری کی وجہ سے تیمّم:-

جو آدمی بیمار ہو اور اس کو اس بات کا غالب گمان ہو کہ اگر وضو کرے گا تو بیماری اور بڑھ جائیگی یا ٹھیک نہیں ہوگا یا صحت پر غیر معمولی اثر پڑ سکتا ہے۔اس کو بھی وضو کے بجائے تیمّم جائز ہے اس سلسلے کی حضرت جابرؓ کی روایت پٹی پر مسح کے تحت گزر چکی ہے کہ ہم چند لوگ سفر میں تھے ہم میں سے ایک کے سر پر پتھر سے چوٹ لگ گئی پھر ان کو احتلام ہو گیا اس پر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ میرے لئے تیمّم کی اجازت ہے ساتھیوں نے کہا کہ آپ کے پاس پانی

ہے اور غسل کر سکتے ہیں اسلئے آپ کے لئے غسل کرنا ضروری ہے جس پر انہوں نے غسل کیا ،جسکے بعد وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ۔جب یہ تمام واقعہ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے افسوس کے ساتھ فرمایا تھا **اِنَّمَا یَکْفِیْهِ اَنْ یَّتَمَّمَ** (رواہ ابوداود ،ابن ماجۃ والدار قطنی)اس کیلئے تو یہی کافی تھا کہ وہ تیمّم کر لیتا (ابوداؤد ،ابن ماجہ دار قطنی)

(۳) سردی کی وجہ سے تیمّم :-

اگر کوئی آدمی ایسی جگہ میں ہو کہ جہاں شدت کی سردی ہو پانی بہت ٹھنڈا ہو اور گرم پانی کا انتظام بھی ناممکن ہو اور اس پر غسل واجب ہو جائے نیز اس کو غالب گمان ہو کہ اگر غسل ٹھنڈے پانی سے کیا تو بیمار پڑ جاؤ نگا یا مر ہی جاؤ نگا تو اس کو ٹھنڈے پانی سے غسل کے بجائے تیمّم کر لینا کافی ہے ۔اور اگر اسکو صرف وضو کرنا ہو مگر پانی اتنا ٹھنڈا ہو کہ وضو کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے تو علماء کہتے ہیں کہ اب اگر اسکو یقین کی حد تک اندازہ ہو کہ ٹھندے پانی سے وضو کر کے بیمار پڑ جاؤ نگا اور گرم پانی کا انتظام ناممکن ہو تو وضو کے بجائے تیمّم جائز ہے ۔اور یہ تجربہ سے بھی ہو سکتا ہے ۔مثلاً ایک نزلہ مزاج آدمی ہے اس نے ٹھنڈے پانی سے وضو کیا ۔جس سے بیمار ہو گیا آئندہ جب اسکو گرم پانی میسر نہیں ہو گا اسکے لئے سردی میں اس سابقہ تجربہ کی بنیاد پر وضو کی جگہ تیمّم جائز ہے ،اس مسئلہ کے تعلق سے رسول پاک ﷺ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمائیے !

عَنْ عَمْرِو ابْنِ العَاصِ قَالَ	حضرت عمرو بن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے
اِحْتَلَمْتُ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ فِیْ	غزوہ ذات السلال کے دوران ایک سردی والی
غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلَ	رات میں احتلام ہو گیا ۔اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر
فَاشْفَقْتُ اِنْ اغْتَسَلْتُ اَنْ	میں غسل کرونگا تو سردی سے مر جاؤ نگا چنانچہ میں
اَهْلِکَ فَتَیَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّیْتُ	نے تیمّم کر کے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی
بِاَصْحَابِیَ الصُّبْحَ فَذَکَرُوْا	پھر جب ہم مدینہ واپس ہوئے تو صحابہ ؓ نے

ذَالِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَاعَمْرُوْ صَلَّیْتَ بِاَصْحَابِکَ وَاَنْتَ جُنُبٌ وَاَخْبَرْتُہُ بِالَّذِیْ مَعَنِیْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ اللّٰہُ یَقُوْلُ ”وَلَاتَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا“ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا.

(رواہ احمد، الدارقطنی، حاکم، ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا:- اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟ میں نے پہلے غسل نہ کرنے کی وجہ سردی کا ذکر کیا۔ پھر عرض کیا کہ حضرت! (ﷺ) مجھے قرآن کریم کی یہ آیت یاد آ گئی وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ترجمہ (اور اپنے آپ کو ہلاک مت کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے) اسلئے میں نے تیمّم کر کے نماز پڑھا دی اس پر آپؑ ہنس پڑے اور آپؑ نے مزید کچھ نہیں فرمایا۔ (حاکم، احمد، ابوداؤد، دارقطنی)

ایسی حدیثوں کو تقریر رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو مگر آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا۔ اس طرح آپؑ کے سامنے کوئی معاملہ پیش آ جانے کے بعد بیان کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی کا اظہار فرمایا۔ اس سے منع نہیں کیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام نے کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کر رکھا ہو تو وہ ایسے مقتدیوں کو نماز پڑھا سکتا ہے جنہوں نے وضو کیا ہو۔

تیمّم سے نماز پڑھی پھر پانی مل گیا:-

جب کسی جگہ پانی تلاش کرنے کے باوجود پانی نہیں ملا۔ پھر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی۔ بعد میں پتہ چلا کہ پانی تو یہاں ہی قریب میں موجود تھا یا کسی نے پانی دیدیا اب یہ پڑھی ہوئی نماز کو لوٹانے

کی ضرورت نہیں ہے۔ چاہے پانی اس نماز کے وقت کے اندر ہی ملے یا وقت گزرنے کے بعد ملے بہر حال وہ تیمّم بھی درست ہے اور وہ نماز بھی درست ہے، ہاں اگر پانی کے بارے میں غور ہی نہیں کیا بلکہ تلاش کے بغیر یوں ہی نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا تو اس نماز کو دھرانا ضروری ہے چونکہ پہلے پانی کا پتہ لگانا ضروری تھا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیْ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِیْ سَفَرٍ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ وَلَیْسَ مَعَھُمَا مَاءٌفَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَاالْمَاءَ فِیْ الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُھُمَاالصَّلٰوۃَ وَالْوُضُوْءَ وَلَمْ یُعِدِ الْاٰخَرُثُمَّ اَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَکَرَ ذٰلِکَ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْاَصَبْتَ السُّنَّۃَ وَاَجْزَاَتُکَ صَلٰوتُکَ وَقَالَ لِلَّذِی تَوَضَّأَوَاَعَادَ لَکَ الْاَجْرُمَرَّتَیْنِ.

(رواہ النسائی وابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دوآدمی سفر میں نکلے نماز کا وقت ہوگیا لیکن انکے پاس پانی نہیں تھا نہ وہاں پانی ملا چنانچہ دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کرکے نماز ادا کی پھر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ انکو پانی مل گیا۔تو ان میں سے ایک صاحب نے دوبارہ وضو کرکے نماز کا اعادہ کیا مگر دوسرے صاحب نے نماز نہیں لوٹائی۔ پھر دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس معاملہ کا ذکر کیا ،جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی فرمایا کہ تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہاری پہلی نماز کافی ہے اور جس نے نماز لوٹائی تھی ان سے ان کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے لئے دوہرا اجر ہے ۔ (نسائی ،ابوداؤد)

وَاَقْبَلَ اِبْنُ عُمَرَ مِنْ اَرْضِهٖ	حضرت ابن عمرؓ اپنی زمین سے جو جرف میں تھی
بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ	واپس آرہے تھے کہ مربدِ نعم (۱) میں پہنچے تو عصر
الْعَصْرُ بِمَرْبِدِ النَّعَمِ فَصَلّٰی	کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے تیمّم کرکے نماز
ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ	پڑھی پھر مدینہ میں پہنچے جبکہ سورج ابھی کافی
وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَلَمْ	اونچا تھا یعنی نمازِ عصر کا وقت باقی تھا لیکن آپ
يُعِدْ . (رواہ بخاری)	نے نماز کا اعادہ نہیں کیا (بخاری)

یہ وہ صورت ہے کہ جب تیمّم سے نماز پڑھ چکا پھر پانی مل گیا تو نماز دوبارہ نہ پڑھنے کا حکم ہے لیکن اگر تیمّم کرکے نماز پڑھنی شروع کی پھر نماز کے دوران ہی پانی میسر ہوگیا اور اس کو کسی نے بتادیا "کہ بھائی پانی آگیا ہے" اب نماز توڑ کر وضو کرکے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

تیمّم کو توڑنے والی چیزیں:-

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ جس عذر کی وجہ سے تیمّم کیا تھا جب وہ عذر ختم ہوجائے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا جب پانی مل گیا تو تیمّم ٹوٹ گیا اس طرح بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا جب بیماری جاتی رہی اور وضو کرنے کی ہمت ہوگئی تو تیمّم ٹوٹ گیا۔ ویسے ہی جو بھی عذر تیمّم کا باعث بنا ہو وہ عذر جاتا رہے تو تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

جن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے:-

پاک مٹی یا ہر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو جیسے ریت، چونا، پتھر، کنکر، سیمنٹ وغیرہ ان سے تیمّم

---

(۱) یہ مدینہ سے کچھ دوری پر ایک جگہ کا نام ہے۔

کرنا جائز ہے[۱]۔ مٹی کی خاصیت علماء کرام نے یہ بیان کی ہے کہ جو چیز آگ میں جلانے سے نہ جلتی ہو اور نہ پگھلتی ہو وہ مٹی کی جنس میں سے ہے اور جو جل کر راکھ بن جائے جیسے لکڑی، کپڑا کاغذ وغیرہ یہ مٹی کی جنس میں سے نہیں ہیں لہذا ان پر تیمّم جائز نہیں ہے اور سونا، چاندی، لوہا، شیشہ، یہ آگ میں گرم ہو کر پگھل جاتے ہیں۔ لہذا ان پر بھی تیمّم جائز نہیں ہے اس لیے کہ قرآن کریم میں فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا آیا ہے اور تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں صعید سے مراد سطح زمین ہے خواہ وہ مٹی ہو یا مٹی جیسی کوئی اور چیز ہو ریت، پتھر، سنگ مرمر وغیرہ چونکہ مٹی ہی کی جنس میں سے ہیں لہذا ان پر تیمّم جائز ہے۔ نیز جن چیزوں پر تیمّم جائز نہیں اگر ان پر اتنی دھول پڑی ہو کہ ہاتھ مارنے سے اڑنے لگے تو ان پر بھی اس دھول کی وجہ سے تیمّم جائز ہے۔

تیمّم کے فرائض اور طریقہ:-

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ تیمّم میں تین فرائض ہیں۔ ۱- نماز ادا کرنے کی غرض سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرنا۔ ۲- دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر ایک مرتبہ منہ پر پھیر لینا ۳- دوسری مرتبہ دونوں ہاتھوں پر پھیر لینا۔ لیکن تھوڑا سا اختلاف اس بات میں ہے کہ پاک مٹی پر ہاتھ، منہ اور ہاتھوں کیلئے ایک مرتبہ ماریں گے یا الگ الگ دونوں کیلئے دو مرتبہ اور دوسرے یہ کہ ہاتھوں پر تیمّم کہنیوں تک کریں گے یا صرف کلائیوں تک اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ان دونوں باتوں کی وضاحت نہیں ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں دونوں طرح کی ملتی ہیں،۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اوزاعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر چہرہ پر اور دونوں ہاتھوں پر بس کلائیوں تک پھیر لیا جائے۔ جبکہ امام

---

[۱] بعض اکابر امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک تیمّم صرف مٹی پر ہی ہو سکتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے میرے لئے تراب (مٹی) کو پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ اسلئے اکابر کے اختلاف سے بچنے کیلئے مناسب یہی ہے کہ جب تک خالص مٹی موجود ہو تو دوسری چیز پر تیمّم نہ کیا جائے ہاں اگر مٹی موجود ہی نہ ہو تو پھر دوسری چیزوں پر تیمّم کریں۔ یعنی حتی الامکان اختلاف امت سے بچا جائے۔

ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا موقف یہ ہے کہ ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر منہ پر اسطرح پھیر لیا جائے کہ جتنا منہ دھونا فرض ہے اس میں سے کوئی جگہ ہاتھ پھیرنے سے بچ نہ جائے۔ اور دوسری مرتبہ پھر زمین پر ہاتھ مار کر پہلے دائیں ہاتھ پر کہنی سمیت پھر بائیں بازو پر کہنی سمیت اسطرح پھیرا جائے کہ کوئی جگہ بھی ہاتھ پھیرنے سے نہ بچ جائے۔

ذیل میں دونوں طرح کی حدیثیں دیکھئے:- اور غور کیجئے کہ ان بزرگوں نے قرآن وحدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کیلئے کس قدر محنت کی ہے حضرت امامؒ احمد کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس آیا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور غسل کیلئے پانی ہے نہیں۔ میں کیا کروں؟ حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عمارؓ تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو اپنا اور انکا واقعہ یاد دلایا۔ کہ اے امیر المومنینؓ آپکو یاد نہیں ہے کہ ایک مرتبہ میں اور آپ دونوں سفر میں تھے دونوں کو غسل کی حاجت ہوئی آپ نے تو نماز قضاء کر دی تھی مگر میں نے زمین پر پلٹے لگائے اور پھر نماز پڑھی (چونکہ حضرت عمارؓ کو وضو کے تیمّم کا طریقہ تو معلوم تھا مگر غسل کی جگہ تیمّم کا طریقہ معلوم نہ تھا۔ اسلئے انہوں نے اپنے اجتہاد سے پورے جسم کا تیمّم کر ڈالا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ سے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا یَکْفِیکَ هٰکَذَا فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ بِکَفَّیْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِیْهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَکَفَّیْهِ (البخاری)	نبی ﷺ نے فرمایا:- تمہارے لئے بس اتنا کافی تھا یہ کہہ کر حضور ﷺ نے دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور انہیں جھاڑ دیا پھر منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح فرمایا (بخاری)

بخاری شریف میں یہ واقعہ کئی طریقوں سے بیان کیا گیا ہے ایک طریقہ میں جس سے امامِ بخاریؒ یہ ثابت کرتے ہیں کہ تیمّم کیلئے صرف ایک ہی مرتبہ زمین پر ہاتھ مارے جائیں اس میں رسول اللہ ﷺ کے تیمّم کی جو کیفیت بیان ہوئی ہے اس میں ہاتھوں کا مسح پہلے اور چہرہ کا مسح بعد

میں آیا ہے علماء احناف وشوافع یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمارؓ ابن یاسر کو رسول اللہ ﷺ نے تیمّم کا طریقہ نہیں بتایا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ غسل کے تیمّم کیلیئے پورے جسم کا مٹی میں لوٹ پوٹ کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جیسا وضو کیلیئے تیمّم کرتے ہیں اسیطرح غسل کیلیئے بھی منہ اور ہاتھوں کا مسح کافی ہے۔اسی لئے آپ ﷺ نے اسکی وضاحت نہیں فرمائی کہ کہاں تک اور کیسے مسح کریں۔اور خود حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ واقعہ لوگوں سے تیمّم کا طریقہ سکھانے کیلیئے غالبًا نہیں بیان کیا ہے اسی وجہ سے ان سے اس مسئلہ میں مختلف الفاظ نقل کئے جاتے ہیں مثلًا ابوداؤ دشریف میں ان سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے تیمّم کے متعلق معلوم کیا تھا۔

فَاَمَرَنِیْ بِضَرْبَةٍ وَا حِدَة لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ. تو آپ ﷺ نے مجھے چہرہ اور ہاتھوں کیلیئے ایک ہی ضرب کا حکم دیا۔

جبکہ ابوداؤ دشریف میں ہی انکا یہ ارشاد بھی موجود ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِلَی الْمِرْفَقَيْنِ کہ حضور ﷺ نے کہنیوں تک مسح کرنے کیلیئے فرمایا۔

ایک دوسری سند کے ساتھ ان سے یہی قصہ منقول ہے جس میں یہ ہے اِلٰی نِصْفِ الذِّرَاعِ. کہ آپ ﷺ نے آدھے بازووں تک مسح فرمایا۔

بلکہ خود انہوں نے تیمّم کے جائز ہونے کے بعد جوسب سے پہلا تیمّم صحابہ کرام کا بیان کیا ہے اس میں یہ ہے کہ صحابہؓ نے کندھوں تک اور بغلوں تک بازووں کا مسح کیا وہ حضرت عائشہؓ کے ہار گم ہوجانے کا واقعہ تقریبًا اسی طرح بیان کرتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ پانی کے نہ ہونے کیوجہ سے تیمّم کا حکم نازل فرمادیتا ہے تو وہ صحابہ کرام کا عمل اسطرح بیان کرتے ہیں۔

فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبُوْا بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ رَفَعَ اَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَنْفَضُوْا مِنَ التُّرَابِ پس مسلمان حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوگئے اورانہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے پھر ان سے مٹی

شَيْئًا فَمَسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَاَيْدِيَهِمْ اِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُوْنِهِمْ اِلَى الْاٰبَاطِ وَرَوَاهُ مُعْمَرُعَنِ الزُّهْرِيِّ ضَرْبَتَيْنِ (رواہ ابوداؤد)

نہیں جھاڑی بلکہ اسی طرح ان سے پہلے چہرہ کا مسح کیا۔ پھر ہاتھوں کا اوپر کی طرف سے مونڈھوں تک اور نیچے کی جانب سے بغلوں تک۔ (ابوداؤد)

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہی حدیث معمر نے جوامام زہریؒ سے نقل کی ہے اس میں دو ضربیں ہیں یعنی ایک مرتبہ ہاتھ زمین پر مارکر چہرہ پر پھیرے دوبارہ مارکر بازووں پر کندھوں تک پھیرے، یہ تیمّم کرنے کا پہلا موقع تھا جس میں صحابہ کرام نے اجتہاد سے کندھوں تک مسح کیا پھر بعد میں آپ ﷺ نے بتایا کہ جس طرح وضو میں کہنیوں تک دھونا فرض ہے اسی طرح تیمّم میں بھی کہنیوں تک ہی مسح کرنا ہے مسند بزار میں ان کے یہ الفاظ ہیں

فَاَمَرَنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً اُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے ایک ضرب چہرہ کیلئے لگائی پھر دوسری ضرب کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔

اس مسئلہ میں دارقطنی وحاکم نے حضور ﷺ کا صاف لفظوں میں یہ ارشاد نقل کیا ہے

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَان ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْن (دارقطنی، حاکم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- تیمّم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرہ کیلئے اور ایک ضرب بازووں کیلئے کہنیوں سمیت۔ (دارقطنی، حاکم)

یہ روایت دارقطنی نے مرفوعًا بھی روایت کی ہے اور موقوفًا بھی یہ الفاظ مرفوع کے ہیں اس کو نقل کرکے دارقطنی نے کہا ہے رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔ یعنی اس کے تمام راوی معتبر اور مضبوط ہیں۔

بہرحال ان تمام احادیث پر غور کر کے علماء احناف وشوافع ومالکیہ کی یہ رائے ٹھہری ہے کہ تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھ کر نماز پڑھنے کیلئے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھولکر پاک مٹی یا مٹی جیسی چیز پر مارے اور اگر گرد لگ گئی ہو تو اسکو جھاڑ دے پھر ہاتھوں کو منہ پر پھرے۔

دوسری مرتبہ پھر اسیطرح زمیں پر ہاتھ مار کر پھر گرد جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر کہنی تک اسطرح پھیرے کہ کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے۔ پھر اسیطرح دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرلے بس تیمّم ہوگیا اگر ہاتھ میں انگھوٹھی یا گھڑی یا چوڑی ہو تو اسکو ہلا کر اس کے نیچے بھی ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔ انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے۔(۱)

تیمّم کے متفرق مسائل:۔

اگر کوئی خود تیمّم نہیں کرسکتا ہے معذور ہے دوسرا آدمی اسکو تیمّم کرا دے یہ جائز ہے مٹی کے ایک ڈھیلے پر ایک بار تیمّم کر لینے کے بعد دوبارہ بھی جائز ہے بلکہ جب تک وہ ڈھیلا موجود ہے اس پر تیمّم جائز ہے خواہ کتنی ہی بار کرے ایسے ہی ایک ڈھیلے پر کئی آدمی تیمّم کرلیں یہ بھی جائز ہے کوئی حرج نہیں۔

فاقد الطہورین:۔

یہاں ایک مسئلہ رہ جاتا ہے کہ اگر کسی کو وضو کیلئے پانی بھی میسر نہ ہو اور تیمّم کیلئے مٹی بھی، جیسے کہ ہوائی جہاز ٹرین اور بعض دفعہ حراستی مراکز میں محبوسین کو یہ صورت پیش آجاتی ہے ایسے آدمی کو فاقد الطہورین کہتے ہیں یعنی وہ آدمی جسکو مٹی و پانی دونوں نہ ملیں ایسا آدمی کیا کرے؟ اس بارے میں علماء میں کافی اختلاف ہوا ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کو اسی حالت میں نماز ادا کرنی ہے۔ یہ امام بخاریؒ کا مسلک ہے۔

---

(۱) جن اکابرین کے نزدیک تیمّم اللہ صرف ایک ضرب ہے۔ اور ہاتھوں کا مسح صرف کلائیوں تک ہے ان کے بھی بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ اختلاف امت سے بچنے کیلئے دو ضربیں اور کہنیوں تک مسح کرلیا جائے تو جائز ومناسب ہے۔

حنفیہ کے نزدیک فتوٰی اس بات پر ہے کہ ایسے آدمی کو بغیر وضو و تیمّم ہی نماز کی شکل وصورت اختیار کرنی ہے اور جب دونوں میں سے کسی ایک پر قادر ہو جائے تو ان تمام نمازوں کی قضاء کرے گا (ا)۔ البتہ اس نماز میں قرات نہیں کرنی ہے۔ بلکہ جتنی دیر میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھی جاسکتی ہے اتنی دیر خاموش کھڑا رہے۔ اور جب تک پانی یا مٹی نہ ملجائے ایسا ہی کرتا رہے۔ جب پانی ملجائے تو اس نماز کو وضو کر کے دوبارہ پڑھ لے چونکہ نماز ترک کر دینا تو بہت بڑا گناہ ہے ۔ جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں آئیگا کہ نماز ترک کرنا آدمی کو کفر تک پہنچادیتا ہے۔ لیکن بغیر وضو نماز درست نہیں ہے اسلئے احناف نے تشبہ بالمصلین کا حکم دیا ہے کے عادت بھی نہ جائے اور بعد میں نماز کی قضاء کرنی چاہیئے جیسے حیض اور نفاس والی عورتوں کے بارے میں آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ نماز کے وقت نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر واستغفار کریں ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نماز بغیر وضو کے اور کوئی صدقہ مال غنیمت کی چوری سے قبول نہیں کرتا ہے ۔ (بخاری ، ترمذی ، ابوداؤد ، نسائی ، ابن ماجہ) اس لئے اہمیت نماز کا احساس پیدا کرنے کیلئے صرف نماز کی شکل بنالے۔ چونکہ بغیر وضو نماز درست نہیں ہے ۔ امام بخاریؒ اُس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہی انکے ہار گم ہونے کے بارے میں روایت کی ہے۔ ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے پہننے کیلئے مانگ کر ہار لیا اور وہ راستہ میں گم ہو گیا۔ تو حضور ﷺ نے اسکو تلاش کرنے کیلئے ایک آدمی کو بھیجا پس وہ ہار تو مل گیا مگر نماز کا وقت ہو گیا۔ جبکہ لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا، لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی اور حضور ﷺ سے اسکی شکایت کی ۔ تو اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔ (بخاری)

امام بخاریؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تک تیمّم کا حکم نہیں آیا تھا تو پاکی حاصل کرنے کا صرف ایک ذریعہ پانی تھا۔ جب وہ نہیں ملا تو صحابہ نے بغیر وضو نماز پڑھی۔ لہذا اب جبکہ مٹی اور پانی دو چیزیں پاکی کا ذریعہ ہیں اگر یہ دونوں نہیں ملیں گی تو بھی بغیر وضو نماز پڑھیں گے واللہ اعلم بالصواب۔

(ا) اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے بھی مختلف اقوال ہیں احتیاط اسی میں ہے کہ اس وقت نماز پڑھلی جائے اور بعد میں اسکی قضاء کی جائے وعلیہ الجمہور۔

پانی کی پاکی کا بیان

آپ پاکی کا اسلامی تصور پڑھ رہے ہیں۔لیکن پاکی پاک پانی ہی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔لہذا اب مختصر انداز میں پانی کی پاکی کے متعلق رحمت عالم ﷺ کے چند ارشادات نقل کیئے جاتے ہیں۔ پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا دارومدار اس کی کیفیت ومقدار پر ہے۔اگر پانی ٹھہرا ہوا ہے اور بہت زیادہ مقدار میں نہیں ہے تو ایسا پانی تھوڑی سی گندگی پڑنے سے بھی ناپاک ہوجائیگا' نبی کریم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَایَبُوْ لَنَّ اَحَدُ کُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ یَتَوَ ضَّأُ مِنْهُ (رواہ النسائی والترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس سے وضو کرے (نسائی، ترمذی)

ایک روایت میں اس موقع پر وضو کے بجائے غسل کی ممانعت ہے۔ایک اور حدیث پاک دیکھئے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ انَّ النّبی ﷺ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُ کُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا یَغْمِسَنَّ یَدَهٗ فِیْ وُضُوْ ئِهِ حَتیّٰ یَغْسِلَهَا ثَلَا ثًا فَاِنَّ اَحَدَ کُمْ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَا تَتْ یَدُهٗ (رواہ النسائی والترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وہ اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں نہ ڈالے جب تک کہ اس کو تین بار دھو نہ لے، اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا رات کو اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا (نسائی، ترمذی)

یعنی یہ ممکن ہے کہ سونے والے کا ہاتھ کسی ناپاک جگہ پر پڑ کر ناپاک ہوگیا ہو پھر جب وہ ناپاک ہاتھ پانی میں پڑے گا تو اس سے پانی ناپاک ہوجائےگا۔ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ دریا

وغیرہ کا بہتا ہوا پانی تو ناپاک نہیں ہوتا تاہم ٹھہرا ہوا پانی معمولی گندگی پڑنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔لیکن اگر ٹھہرا ہوا پانی بہت زیادہ مقدار میں ہوتو وہ ناپاکی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سلسلہ کا ایک ارشادِ گرامی پڑھیئے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلَ سَئَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ للهِ! اِنَّا نَرْ کَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ نَتَوَضَّأْ بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ للهِ ﷺ هُوَ الطُّهُوْرُ مَائُهٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُهٗ (رواه النسائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ پاک ﷺ سے عرض کیا ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ ہم تھوڑا پانی اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں اب اگر ہم اس سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کی مری ہوئی (مچھلی) حلال ہے۔ (نسائی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ٹھہرا ہوا زیادہ پانی گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ لیکن زیادہ پانی کتنے پانی کو کہیں گے اس بارے میں فقہا کرام کی آراء مختلف ہیں، احناف کے نزدیک جس مقدار کو دیکھنے والا زیادہ مقدار کہے بس وہی زیادہ ہے۔ پھر اس کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کہ جب پانی اتنی مقدار میں ہو کہ ایک طرف کی ناپاکی سے دوسری طرف متاثر نہ ہو یا ایک طرف کو حرکت دینے سے دوسری جانب متحرک نہ ہوتو یہ پانی زیادہ شمار ہوگا۔ بعد کے علماء نے عوام کی سہولت کیلئے یہ بیان کیا ہے کہ جب پانی اتنے بڑے تالاب یا حوض میں ہو کہ وہ دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہوتو یہ مقدار زیادہ ہے اس میں جب تک نجاست کا اثر ظاہر نہ ہوگا پانی ناپاک نہ ہوگا۔

جھوٹے پانی کا حکم

حلال جانوروں کے منہ کے ساتھ اگر کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو اُن کا جھوٹا بلا اختلاف پاک ہے اس سے وضو و غسل کیا جا سکتا ہے۔ ہاں! حرام جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے۔ اور حرام جانوروں میں کتے کا حکم سب سے زیادہ سخت ہے، اس سلسلہ کی ایک روایت پڑھئے!

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اِذَا وَ لَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِ كُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (رواه النسائی و مسلم)	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتّا منہ مار دے تو اس کو سات بار دھوئے (مسلم نسائی)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت میں ہے کہ آٹھویں بار مٹی سے مانجھ کر دھوئے۔ اس روایت کے الفاظ کی بنیاد پر اکثر فقہاء کرام سات بار دھونے اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھنے کو ضروری بیان فرماتے ہیں۔ مگر فقہاء احناف کی تحقیق ہے کہ افضل و مستحب طریقہ تو یہی سات بار دھونے اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھنے کا ہے۔ تاہم چونکہ ایک روایت میں تین بار دھونے کا بھی ذکر آیا ہے (دارِقطنی) بلکہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ پہلی بار مٹی سے مانجھکر دھوئے جیسا کہ آخری بار مٹی سے مانجھتے ہیں۔ گویا زیادہ مرتبہ دھونے اور مٹی سے مانجھنے کا حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے، واجب و ضروری یہی ہے کہ گندگی دور کی جائے جو تین بار دھونے سے بخوبی حاصل ہو جاتی ہے، خیر! افضل طریقہ سب کے نزدیک سات بار دھونا اور مٹی سے مانجھنا ہی ہے

بلّی کا جھوٹا

حرام جانوروں کے جھوٹے کے معاملہ میں کتے کے برخلاف بلی کے جھوٹے کے بارے میں نرمی برتی گئی ہے، چونکہ ہر وقت گھر کے اندر ہونے کی وجہ سے اس سے بچنا کافی دشوار ہے، رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللہ ﷺ قَالَ اِنَّھَا لَیْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّمَا ھِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ عَلَیْکُمْ وَالطَّوَّ فَاتِ (رواہ النسائی)

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ناپاک نہیں ہے! اس لئے کہ وہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے۔ (نسائی)

یعنی بار بار آنے جانے اور ہمہ وقت پاس رہنے کی وجہ سے اس سے بچنا مشکل ہے اس لئے یہ رخصت دیدی گئی ہے کہ اس کا جھوٹا پانی حرام جانوروں کی طرح حرام نہیں رہا بلکہ مکروہ قرار پایا۔

حیض ونفاس والی خاتون کا جھوٹا

اسلام سے پہلے کا دورِ جہالت حیض ونفاس والی خاتون کے بارے میں بھی عجیب افراط وتفریط کا شکار تھا۔ کچھ قومیں تو کسی چیز کی بھی پرہیز نہیں کرتی تھیں۔ جبکہ دوسرے بعض قبائل ان دنوں میں عورت کو گندے کپڑے کی طرح ناپاک سمجھتے تھے۔ بلکہ منحوس خیال کرتے تھے۔ اسلام نے اعتدال والا انصاف پر مبنی یہ حکم دیا کہ ان دنوں میں میاں بیوی کے تعلقات تو جائز نہیں، باقی اس کے سوا معاشرتی زندگی میں مل جل کر رہنا، اکٹھے کھانا پینا سب جائز ہے۔ ایک ارشادگرامی اس مضمون کا بھی پڑھ لیجئے۔!

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَیَضَعُ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ فَاہُ حَیْثُ وَ ضَعْتُ وَ اَنَا حَائِضٌ وَ کُنْتُ اَشْرَبُ مِنَ الْاِنَاءِ فَیَضَعُ فَاہُ حَیْثُ وَضَعْتُ وَاَ نَا حَائِضٌ (رواہ النسائی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ (میں اور رحمت عالم ﷺ ملکر کھانا کھاتے تھے) تو جس جگہ سے میں ہڈی چوستی آپؐ وہاں سے ہی چوستے۔ حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی ایسے ہی میں جس جگہ برتن میں منہ لگا کر پانی پیتی آپؐ بھی اسی جگہ منہ مبارک رکھ کر نوش فرماتے جبکہ میں حیض میں ہوتی تھی۔ (نسائی)

بعض مقامات پر آج بھی یہ جہالت ہے کہ اگر حیض ونفاس والی خاتون کوئی کھانا تیار کرے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عام لوگ تو اس کھانے کو کھا سکتے ہیں تاہم متقی پرہیزگاروں کو اس میں سے کھانا ان کے تقوٰی کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کو مذکورہ حدیث پر غور کرنا چاہیۓ! پہلے تو متقی وغیر متقی کی یہ تفریق بلا دلیل ہے! پھر رحمتِ عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی متقی ہوسکتا ہے؟؟؟

زمین کی پاکی

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَیْہِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَعُوْہُ لَا تُزْرِمُوْہُ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ فَصَبَّ عَلَیْہِ (رواہ النسائی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ (حضور ﷺ کے زمانہ میں) ایک دیہاتی نے مسجد شریف میں پیشاب کر دیا تو کچھ لوگ اسکی طرف جھپٹے اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اس کو چھوڑ دو اس کا پیشاب بند نہ کرو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اس پر سے بہا دیا۔ (نسائی)

ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ناپاک حصہ کا کھود کر پھینک دینا بھی آیا ہے، ان روایات کی بناء پر امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین سے گندگی دور کر دینے اور اس پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ ہمارے فقہاء احناف کے نزدیک اس کے علاوہ اگر زمین کے خشک ہو جانے سے ناپاکی کے اثرات ختم ہو جائیں تو اس سے بھی زمین پاک ہو جاتی ہے چونکہ مصنف ابن عبدالرزاقؒ میں حضرت ابو قلابہؒ و دیگر اسلاف کا یہ اثر (ارشاد) وارد ہوا ہے جفوف الارض طھورھا زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے۔

جسم کی ظاہری پاکی

حدیث کی کتابوں میں پاکی وصفائی کے بیان میں ناخن تراشنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، موچھیں کاٹنا اور داڑھی بڑھانا بھی بیان کیا جاتا ہے اسی موضوع کی چند روایات نقل کر کے یہ کتابچہ ختم کیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ ،نَتْفُ الْاِبِطِ وَ تَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ ، وَالْاِسْتِحْدَادِ وَالْخِتَانُ (رواه النسائی و ابن ماجة)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں (۱) موچھیں کاٹنا (۲) بغل کے بال اکھیڑنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) موئے زیر ناف مونڈنا (۵) اور ختنہ کرنا (نسائی وابن ماجہ)

یعنی یہ تمام چیزیں انسان کی طبیعت سلیمہ میں سے ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام نے ان پر عمل کرنے کی ترغیب فرمائی ہے، سنت جاریہ یا فطری سنتیں یہ کم وزیادہ بھی بیان ہوئی ہیں مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت میں دس بیان ہوئی ہیں (۱) موچھیں کاٹنا (۲) داڑھی کا لمبا کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالکر اس کی صفائی کرنا (۵) ناخن تراشنا (٦) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال اکھاڑنا (۸) موئے زیر ناف مونڈنا (۹) اور پانی سے استنجاء کرنا۔ حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ یہ نو ہوئیں ہیں دسویں میں بھول گیا مگر میرا گمان ہے کہ دسویں چیز کلی کرنا ہے۔ ان تمام ہی امور کی بہت تاکید ہے۔ اور وقت کی بھی کوئی تحدید نہیں بلکہ جیسے ہی ضرورت پیش آجائے تو فوراً انجام دیدینا چاہیئے! مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے افضل یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک بار ناخنوں، موچھوں اور موئے زیرِ ناف نیز بغل کے بالوں کی اصلاح کر لی جائے لیکن اگر کسی عذرِ شدید کی بِنا پر تاخیر ہو ہی جائے تب بھی چالیس دن سے زائد تاخیر کرنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ ایک روایت دیکھئے!

عَنْ انس ابن مالکٍ قَالَ وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَ نَتْفِ الْاِبِطِ اَنْ لَّانَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. (رواہ النسائی)	حضرت انس ابن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے موچھ کترنے، ناخن کٹانے، زیرِ ناف مونڈنے اور بغل کے بال اکھیڑنے میں یہ مدت مقرر فرمائی کہ ہم ان کو (حد سے حد) چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ (نسائی)

ان تمام چیزوں میں بھی موچھیں کتروانے کی سب سے زیادہ تاکید ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کفر و اسلام کے درمیان تمیز کرنے والی فرمایا ہے اور موچھیں بڑھانے والے کو جماعت مسلمین سے الگ ہوجانے والا بیان فرمایا ہے۔

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَقَصَّ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا . (رواہ النسائی)	حضرت زید ابن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص موچھ کے بال نہ لے یعنی نہ کتروائے وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔ (نسائی)

دیکھئے! کیسی سخت وعید ہے کہ جو مونچھ نہ کاٹے وہ ہماری جماعت میں سے ہے ہی نہیں۔ مونچھوں کے بارے میں احادیث میں پانچ طرح کے الفاظ آئے ہیں۔

(۱) موچھیں کاٹو (۲) موچھیں کتراؤ (۳) مونچھیں خوب پست کرو۔ (۴) مونچھیں بہت گھٹاؤ (۵) مونچھیں لے لو۔ اکثر علماء کرام کا فرمانا ہے کہ قینچی سے اگر اتنی پست کردی جائیں جو مونڈنے کے قریب ہوجائیں تو تمام ہی الفاظ پر عمل ہوجائیگا۔

داڑھی کا بڑھانا

داڑھی کا بڑھانا بظاہر پاکی سے تعلق نہیں رکھتا لیکن اکثر محدثین کرام نے اس کو پاکی کے ابواب میں بیان فرمایا ہے یہاں تک کہ حدیث کی چھ مشہور کتابوں میں سے مسلم شریف، ابن ماجہ شریف اور نسائی شریف میں کتاب الطہارۃ (پاکی کے بیان) کے شروع میں ہی اس کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ محدثین کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ داڑھی کا بڑھانا اور موچھوں کا گھٹانا ہی مردوں کیلئے صفائی، پاکیزگی اور زینت ہے۔ انسان کی فطرتِ سلیمہ اسی کا تقاضا کرتی ہے ہاں! اگر کسی سے صحیح تصورِ نظافت وزینت اور شعورِ مردانگی ہی جاتا رہا ہو تو اس میں اسلام کا کیا قصور!! داڑھی بڑھانے کی دین میں کتنی اہمیت ہے یہ مذکورہ بالا مسلم شریف کی حضرت عائشہ صدیقہؓ والی روایت سے واضح ہو گیا کہ اس کو فطرت فرمایا گیا، علامہ نوویؒ شارحِ مسلم شریف اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''فِطْرَۃٌ'' کا یہ مطلب ہے کہ یہ تمام انبیاء کرام کی سنتوں میں سے ہے۔ صاحبِ مجمع البحار فرماتے ہیں فطرۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ پرانی سنتیں ہیں جنکو تمام انبیاء کرام نے اختیار فرمایا ہے اور ہمیں ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک اور ارشادِ گرامی دیکھئے!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اُحْفُوا الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوْا اللُّحٰی (النسائی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موچھوں کو خوب پست کرو! اور داڑھیوں کو چھوڑ دو (نسائی)

اُعْفُوْا کا لفظی معنٰی ہے داڑھیوں کو معاف کرو! یعنی بڑھنے دو اور اُن کو کاٹ کر ظلم نہ کرو۔ اس کے علاوہ احادیث میں داڑھی کے متعلق مزید یہ الفاظ آئے ہیں۔ **اَرْخُوْا** خوب لمبا اور وسیع کرو! اَوْفُوْ بِهٖ کامل رکھو! وَفِّرُوْا زیادہ کرو! دَعَوْ چھوڑ دو۔ ان الفاظ پر گہرائی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، داڑھی کا بڑھنا ایک قدرتی عمل ہے یعنی داڑھی ایسی چیز نہیں ہے جسکو کھینچ کر بڑھایا جا سکتا ہو لیکن پھر بھی بار بار اس کے بڑھانے کی تاکید کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا

ہوسکتا ہے کہ داڑھی کو چھیڑو مت! بلکہ اس کو بڑھنے دو لمبا ہونے دو، نہ کاٹو نہ مونڈو۔

آج امت میں داڑھی کے تعلق سے کوتاہی کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں ایک طبقہ سرے سے داڑھی رکھتا ہی نہیں بلکہ ہر صبح داڑھی مونڈنا ہی شانِ مردانگی سمجھتا ہے دوسرا وہ جو بالکل معمولی سی ایک دو سوت داڑھی رکھکر سمجھتا ہے کہ ہم نے پیارے نبی ﷺ کی سنت کا حق ادا کر دیا۔ پہلے طبقہ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں اس لئے کہ جن کے یہاں دینِ خداوندی کی کوئی اہمیت ہے ہی نہیں، جن کے دلوں میں عشقِ نبوی اور پیرویِ سنت کے جزبہ کی کوئی چنگاری سلگی ہی نہیں، جن کے دلوں میں رحمتِ عالم ﷺ کے جیسی صورت بنانے کا شوق کبھی موجزن ہوا ہی نہیں، ان سے شکوہ بھی کیا! ہاں! اتنا عرض کرنے کی گستاخی ضرور کرونگا، دوستو! شاید ہم بھول گئے: دن کتنا بھی لمبا ہو آخر رات ہے، کسی کی کتنی بھی زندگی ہو جائے آخر موت ہے، ہم نے کل میدانِ محشر میں اپنے آقاء رحمتِ عالم ﷺ کے سامنے بھی جانا ہے، پھر ہم کونسا منہ لیکر جائیں گے! جب ہم نفسی نفسی کے عالم میں شفاعت کی امید لیکر حاضر ہوں گے اس وقت اگر یہ فرمادیا گیا کہ تمہیں صورت تو کسی اور کی پسند تھی اب یہاں کیا لینے آئے ہو! اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا!! کیا ہمارے لئے اتنا کافی نہیں تھا کہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ باریش تھا۔ دیکھئے!! حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رحمت عالم ﷺ جب وضو فرماتے تو داڑھی مبارک کا خلال فرماتے ہوئے فرماتے **ھکذا امرنی ربی** میرے رب نے مجھے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اتنی گھنی تھی کہ اس نے سینہ مبارک کو گھیر لیا تھا **کث اللحیۃ یَمْلَأُ صَدْرَہٗ** (رواہ الترمذی) آپ ﷺ اپنی مبارک داڑھی میں کنگھی فرمایا کرتے تھے (شمائل ترمذی) یہ ہے ان مبارک ہستی کا نورانی طرز عمل جن سے محبت کرنے کے ہم سب امتی دعویدار ہیں، تو کیا محبت کا یہی تقاضا ہے!! کیا جواب دیں گے ہم حضرت عثمان غنیؓ جیسی سچی محبت کرنے والوں کو جنکی ٹخنے سے اونچی لنگی دیکھکر جب صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے مشرکین نے مذاق اڑانے کی کوشش کی تو بس ایک بات فرما کر سب کو خاموش کر دیا، **کان حبیبی یفعل ھکذا** بھائی جن سے مجھے محبت ہے وہ اسی طرح کرتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

داڑھی کتنی ہونی چاہیے؟

دوسرا طبقہ جو داڑھی کاٹ کر بالکل معمولی سی داڑھی رکھتا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ یہ احساس ہو جائے کہ چند دن سے شو نہیں کی ہے، اور اسی طرز عمل کو وہ سنت سمجھتا ہے، اس طبقہ سے ضرور پیار و محبت والا شکوہ ہے کہ آپ پیارے نبی ﷺ سے محبت بھی کرنا چاہتے ہیں، ان کی مبارک صورت کی نقل بھی کرنا چاہتے ہیں، مگر اپنی سوچ سے! اپنے انداز سے! سبحان اللہ! کیا محبت میں اپنی مرضی چلتی ہے؟ محبت تو فریفتگی کا نام ہے، محبت تو ایک ایک ادا پر مر مٹنے کا نام ہے، پھر جب آپ کو یقین سے معلوم ہے کہ اللہ کی ساری مخلوق میں جن سے آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے، جن پر ہم اپنے ماں باپ، اساتذہ، اعزہ واقارب سب کی عزتیں قربان کر دینے کیلئے بیتاب و بیقرار رہتے ہیں، ان کی مبارک داڑھی لمبی تھی، لمبی داڑھی ہی ان کو پسند تھی، داڑھی کو بڑھانے، لمبا کرنے اور چھوڑ دینے ہی کا وہ حکم فرماتے تھے جیسا کہ گذشتہ احادیث سے معلوم ہو گیا۔ پھر داڑھی کو کاٹ کر صرف داڑھی کا نشان رکھ لینے کو کیسے آپ نے تکمیل محبت سمجھ لیا ہے!؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ممانعت فقط داڑھی مونڈھنے کی ہے کاٹنے کی نہیں! کیسے؟ جبکہ آپ روایات دیکھ چکے ہیں کہ حکم داڑھی بڑھانے اور لمبا کرنے کا ہے مونڈنے کا تو ذکر ہی نہیں۔ ایران کے بادشاہ کسریٰ کے دو قاصد رحمت عالم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جن کی موچھیں بڑھی ہوئیں اور داڑھیاں مونڈھی ہوئیں تھیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمھیں ایسی صورت بنانے کا حکم کسنے دیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہمارے رب کسریٰ نے، آپ ﷺ نے اس بات سے نفرت کرتے ہوئے فرمایا لکن امر نی ربی ان احفی شاربی واعفی لحیتی "لیکن میرے رب نے مجھے موچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے" (طبقات ابن سعد) یعنی اس موقع پر بھی یہ نہیں فرمایا کہ داڑھی منڈاؤ مت! بلکہ داڑھی بڑھانے ہی کا ارشاد فرمایا۔ پھر غور تو مائیے! صحابۂ کرام جو کائنات میں سب سے زیادہ منشائے نبوت کو سمجھنے والے اور اتباع سنّت کا حق ادا کرنے والے تھے کیا ان میں بھی کوئی داڑھی کاٹنے یا خشخشی داڑھی رکھنے والا تھا؟ جواب یقیناً نفی

میں ہوگا تو پھر ہمارا یہ طریقہ کار کس کی اتباع ہے!! کیا ہم صحابہ کرام کی فہم کو ناقص اور اپنی کو کامل کہنے کی بیوقوفی میں مبتلا تو نہیں ہیں!!

داڑھی کا بڑھانا شعار اسلام

بعض حضرات خیال کرتے ہیں کہ داڑھی کا بڑھانا محض سنت ہی تو ہے !اگر اس پر عمل نہ بھی ہوا تو بھی کوئی بڑا گناہ نہیں ،نہیں، دوستو!ایسا ہرگز نہیں ، اگر داڑھی کا بڑھانا محض سنت ہی ہوتا اس کی مزید کچھ بھی تاکید نہ ہوتی تب بھی محبّ نبی ایک امتی کیلئے (جس کا کام ہی اپنے آقا ﷺ کی سنتوں پر مرمٹنا ہے)اس کی اہمیت کچھ کم نہیں تھی ۔پھر اوپر والی ان تاکیدی روایات کے بعد آپ کس بنیاد پر اس کو سنتِ محض سمجھ رہے ہیں؟ دیکھئے ہمارے آقا ﷺ تو اس کو اسلام کی پہچان فرمارہے ہیں عن ابنِ عمر قال قال النبی ﷺ خالِفُوا الْمُشْرِكِينَ اَوْفِرُوْا اللُّحٰی واحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَفِی رِوَایَةٍ اَنْهِكُوْا الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوْا اللُّحٰی (رواہ البخاری ومسلم) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، موچھیں پست کرو (یعنی چھوٹی کرو)اور داڑھیوں کو بڑھاؤ (بخاری ومسلم) گویا داڑھی کا بڑھانا اور موچھوں کا گھٹانا یہ شرک کرنے والوں کی مخالفت اور اسلام کی پہچان ہے۔آپ کبھی ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں،غیر مسلموں میں بھی مختلف طبقے داڑھی رکھ لیتے ہیں.ایک بھاری طبقہ تو داڑھی وموچھ دونوں چھوٹی چھوٹی رکھتا ہے، یہ شوقیہ داڑھی رکھنے والے لوگ ہیں ۔دوسرا مذہبی طبقہ ہے جو داڑھی ومونچھ دونوں مکمل رکھتا ہے .لیکن رحمت عالم ﷺ کے سنت طریقہ پر موچھیں کاٹ کر صرف داڑھی لمبی رکھنے والا کم ازکم مجھے اپنی عمر میں آج تک کوئی غیر مسلم نہیں ملا۔گویا یہ خاص اہل ایمان کا شعار اور طرز عمل ہے غیر مسلم کسی مقصدِ خاص کے سوا ایسا بالکل نہیں کرتے ۔انھیں تاکیدی روایات کی بنیاد پر چاروں فقہاء داڑھی کو سنت نہیں بلکہ واجب قرار دے رہے ہیں،اس کے وجوب پر امت کا اجماع نقل کررہے ہیں اور داڑھی مونڈنے یا کاٹ کر ایک مشت سے کم رکھنے کو فقہاء اربعہ حرام لکھ رہے ہیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعت اللمعات میں اسکی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ داڑھی کو سنت کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے اور تمام انبیاءعلیہم السلام کا طریقہ رہا ہے ورنہ یہ واجب ہے، شیخ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں: واما

الاخذ منها وهی دون القبضة کما یفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم یبحه احد یعنی داڑھی کٹانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے لوگ یہ حرکت کرتے ہیں تو اسے کسی نے جائز قرار نہیں دیا ہے۔(فتح القدیر)

داڑھی بڑھانے سے مقصود!

اللہ تعالیٰ اپنے احکام کی حکمت اور حقائق تو خود ہی جانتا ہے، لیکن داڑھی بڑھانے کی اس تاکید سے ایک موٹی بات تو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے، کہ اس سے ایمان والوں کے لئے ایسے حالات بنانے ہیں جس کے بعد گناہ کی طرف جانا آسان نہ رہے، جو شکل وصورت ایمان واعمال کی حفاظت میں حصار اور دیوار بندی کا کام کرے۔ دیکھئے تو سہی! اس گئے گذرے دور میں بھی کتنے لوگ داڑھی نہ رکھنے کا یہ عذر پیش فرماتے ہیں کہ ''ہم داڑھی تو رکھ لیتے مگر ہم سے داڑھی کا احترام نہ ہوسکے گا،، گویا وہ بھی سمجھتے ہیں کہ خدا کی نافرمانی والی ہماری یہ مخصوص حالت سنت کے مطابق داڑھی رکھ لینے کے بعد چل نہیں پائیگی! کتنے ہی لوگ داڑھی والوں سے کوئی غلطی سرزد ہوتے ہوئے ان کو یہ طعنہ دیتے ہوئے آپ کو ملیں گے کہ ''تم داڑھی رکھ کر ایسا کررہے ہو'' گویا وہ بھی سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھ کر یہ غلطیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

اس کے بالمقابل شیطان کی پہلی محنت کا محور ہی یہ ہے کہ ایمان والے سے وہ مخصوص لباس، وہ مخصوص شکل وصورت چھین لے جس میں گناہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔تا کہ اس کے لئے کوئی بریک اور کوئی رکاوٹ نہ رہے، اس کی محنت یہی ہے کہ ایمان والوں کو اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت کے بھنور میں نہ جانے دے بلکہ کنارہ پر رکھے جہاں سے جب چاہے شکار کرلے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ذرا غور سے دیکھئے! کیا اس میں یہی حقیقت نہیں سمجھائی گئی؟ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُاللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ اور لوگوں میں سے کچھ ہیں جو کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں (سورۃ الحج آیۃ ۱۱)

پھر میرے محترم! ہم تو رحمت عالم ﷺ سے والہانہ محبت کے دعویدار ہیں، بلکہ اس حقیقت کو تو ساری دنیا تسلیم کررہی ہے کہ ایمان والوں کو اپنے آقا اللہ کے پیارے نبی ﷺ سے جو محبت

ہے دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے،تو کیا عاشق کنارہ پر بیٹھتا ہے،کیا عاشق صادق کے پاس اپنے محبوب کی چاہت پر مر مٹنے کے سوا کچھ اور بھی ہوتا ہے؟ شاید ہم محبت رسول ﷺ کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ پا رہے ہیں۔ رحمتِ عالم ﷺ سے محبت کا مطلب کیا ہے؟ اسی عنوان کی ایک روایت نقل کر کے اس کتابچہ کو ختم کرتا ہوں۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِیَ وَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غَشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَ ذَالِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ الترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسولِ پاک ﷺ نے (بڑے پیار سے) فرمایا: میرے بیٹے! اگر تو ایسا کر سکے کہ تو صبح و شام اس حال میں رہے کہ تیرے دل میں کسی کے لئے کچھ کھوٹ نہ ہو تو ایسا ضرور کر لے۔ پھر فرمایا: میرے بیٹے! یہ میری سّنت میں سے ہے اور جو میری سنت سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے والا ہوگا۔ اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف) یعنی محبت کا مطلب سنت پر عمل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر سی محنت کو جسکی توفیق اسی کے فضل سے نصیب ہوئی قبول فرما کر اس کو نافع عام بنائے، اور اسکو راقم کیلئے، اس کے والدین و اساتذہ کیلئے اور اس کام میں تعاون کرنے والوں کیلئے بخشش کا بہانہ بنائے آمین یارب العلمین۔

قد تم ہٰذا الباب
ا ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
الموافق ۴/ اگست ۱۹۹۷ء
زندان مرکزی جموں بارک (۱)

مدارس دینیہ کیا ہیں؟؟؟

آپ اگر گرد و پیش پر ایک گہری نگاہ ڈالیں تو آپ کو شوریدگی کے اس دورِ ابتلاء و تاریکی میں امید و روشنی کی ایک حوصلہ افزاء کرن بھی ضرور دکھائی دے گی کہ کتنی ہی بستیاں ہیں جو سالہا سال سے جہالت کی اندھیریوں میں ڈوبی پڑیں تھیں مگر اب وہاں علم خصوصاً علمِ دین کی مشعلیں چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، جی ہاں! ابھی کل کی بات ہے ہمارے اکثر علاقے علم، علماء، حفاظ، قراء وغیرہ کے نام سے بھی نا آشنا تھے جبکہ اب قریہ قریہ، بستی بستی حافظ کلام اللہ اور علوم دینیہ کے ماہر علماء کرام نظر آ رہے ہیں؛ جگہ جگہ علم کی دیپ روشن ہو رہی ہیں۔ کیوں! آپ کیا سمجھ رہے ہیں کیا یہ سب کچھ خود بخود ہی ہو رہا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! یہ تو کچھ اصحابِ دل کی مخلصانہ دعاؤں، سحر خیزیوں اور مختلف زاویوں کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ ان زاویوں میں مدارسِ اسلامیہ کا مقام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انھیں مدارس نے بستی بستی علم و عمل کے قمقے روشن کر کے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو ہدایت کا مینارۂ نور دکھایا، ایمان و اخلاص اور روحانیت کے چشمے جاری کر کے مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ مدارس کی اس کہکشاں یا سلسلۃ الذھب میں ایک ادارہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں بھی ہے۔ جس نے گیارہ سال کی قلیل مدت میں سیکڑوں حفاظ و علماء اور داعیان دین پیدا کیئے، جو تا حال اپنے منصوبہ جات کی طویل فہرست میں سے شعبہ حفظ، شعبۂ عالمیت اور شعبہ علوم عصریہ تین شعبہ جات قائم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ شعبہ علوم عصریہ میں بھرپوری دینی تعلیم و اسلامی ثقافت کے ساتھ ساتھ دسویں تک انگلش میڈیم اسکول ہے، ان شعبہ جات میں آٹھ سو سے زائد طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔

یاد رکھیئے! جس طرح خدا بے نیاز ہے، اسی طرح اُس کا دین بھی اپنی بقا و فروغ کیلیئے کسی کا محتاج نہیں، ہاں! انسان کی دینا و آخرت کی کامیابی اسی میں پنہاں ہے کہ وہ تن من دھن سے خدا کے دین سے جڑ جائے۔ تو اے جنت کے طلبگارو! اُٹھو! اور دنیا و آخرت میں نہ ختم ہونے والی کامرانی کیلیئے خدا تعالیٰ کے نام پر چلنے والے ان دینی اداروں سے وابستہ ہو جاؤ!

مرکز المعارف بٹھنڈی جموں فون ۰۱۹۱ ۲۴۹۳۲۵۱